رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۸۹۶

فَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا وَّھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ

الحافظ

شیعہ مدرسۃ الحفاظ لاہور کا ماہوار علمی رسالہ

زیر حمایت سرکار حجۃ الاسلام والمسلمین علمائے اعلام مجتہدین پنجاب مدظلہم العالی

مدیر

ایم ۔ ایم عبد اللہ

باہتمام میاں فیروز الدین صاحب منیجر لاہور پرنٹنگ پریس لاہور میں چھپا
اور دفتر الحافظ کوچہ قاضی خانہ موچی دروازہ لاہور سے شائع ہوا

مذہب حقہ اثنا عشریہ کے لئے چند قابل قدر اور مفید کتابیں!

حقیقت مذہب حنفیہ بجواب حقیقت مذہب شیعہ
مؤلفہ حاجی ڈاکٹر نور حسین صاحب صابر جھنگ سیالوی سابق حنفی سُنی) حال ہی میں ملا نظام الدین ملتانی ثم وزیر آبادی نے ایک رسالہ حقیقت مذہب شیعہ شائع کیا۔ اس میں سر تا سر جھوٹ۔ کذب۔ بہتان۔ افترا کا کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا چونکہ اس رسالہ سے مسلمانوں میں مذہب شیعہ کی نسبت نفرت وحقارت پیدا ہونیکا اندیشہ تھا۔ اسلئے جناب صابر صاحب نے اسکا دندان شکن جواب لکھا۔ اور مخالف کے رگ و ریشہ کو کاٹ دیا کہ قیامت تک سر اٹھانیکی ملاں صاحب کو طاقت نہ رہیگی۔ اسمیں مذہب حنفی سُنی۔ اہلحدیث کی حقیقت اور اصلی فوٹو دکھایا گیا ہے۔ اور فقہ حنفیہ کے مسائل کے اسرار کو طشت ازبام کیا گیا ہے۔ اور حقانیت مذہب شیعہ کو قرآن شریف و دیگر کتب معتبرہ اہلسنت سے روز روشن کیطرح روشن کیا گیا ہے۔ مذہب شیعہ اور مذہب حنفی کا اس طرح مقابلہ کیا گیا ہے کہ ایک محقق وبصیر اور منصف مزاج مسلمان عش عش کر اٹھے گا اور حنفی شیعی تقلیدی زنجیروں کو توڑ کر فوراً کشتی نوح آل سیدنا محمد صلعم پر سوار ہو جائیگا اور متمسک الثقلین ہو کر صراط مستقیم حاصل کریگا۔ کتاب قابل دید ہے۔ **قیمت ۸ر**

انوار القرآن } **مؤلفہ** حاجی ڈاکٹر نور حسین صاحب صابر اس رسالہ میں روئیداد مباحثہ جھنگ۔ شیعوں کا ایمان فضائل قرآن۔ عقاید علمائے کرام شیعہ۔ فیصلہ قرآنی۔ جواب اعتراضات انجمن صدیقی۔ مذہب سُنی اور شان قرآن۔ اعتراضات ملا ملتانی۔ مصحف علی علیہ السلام کے جوابات۔ کتاب سُنت واقوال آئمہ معصومینؑ سے دیا گیا ہے۔ اور ثابت کیا گیا ہے کہ موجودہ قرآن شریف مذہب شیعہ منزل من اللہ غیر محرف اور قابل سند اور واجب العمل ہے۔ اور سنیوں کے ایمان بالقرآن پر کافی روشنی ڈالیگئی ہے۔ اور ثابت کیا گیا ہے کہ ان کا ایمان موجودہ قرآن پر نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے یہ رسالہ مومنین کیلئے سنیا حسیثم خرجان اور مخالفین کیلئے زہر کامل **قیمت ۱۰ر**

فلسفۃ الاسلام } مصنفہ اعلیحضرت رئیس الشیعہ مدار الشریعۃ حجۃ الاسلام نائب امام صدر المفسرین جناب علامہ السید علی الحائری صاحب مجتہد العصر والزمان مدظلہ العالی جسمیں نبوت ورسالت اور اسلام کے جملہ مسائل متعلقہ کا مکمل فلسفہ اور اسکے ہر مسئلہ کی گوناگوں خوبیوں کو ایسا مدلل بیان کیا ہے کہ سلیم العقل انکو بتہ ملاحظہ کرنیکے بعد اسلام تسلیم کئے بغیر چین نہیں لے سکتا جو ہماری ناچیز کوششوں سے حسن اہتمام تک پہنچا ہے محققین اور علم دوست طبقہ سے امید کامل ہے کہ اس جوہر بےبہا کی خریداری میں تاخیر نہ فرمائینگے تقطیع $\frac{22\times18}{8}$ کے ۱۸۰ صفحات سفید اعلیٰ کاغذ پر نہایت طبع ہوئی ہے لکھائی چھپائی بھی نہایت عمدہ ہے۔ باوجود ان تمام محاسن اور خوبیوں کے قیمت بہت کم کی گئی ہے تاکہ ہر فرد و بشر اسکو خرید سکے اور فائدہ اٹھا سکے **قیمت ۱۲ر**

نماز اثنا عشری باترجمہ مع اصول دین
اس میں تمام واجب نمازوں کے مفصل احکام بااصول دین فروع دین۔ نجاسات غسل۔ طہارت وغیرہ وغیرہ درج کئے گئے ہیں۔ اور اوقات نماز و نقشہ شکیات نماز بھی شامل ہیں۔ لہذا شیعہ لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے بالکل آسان اردو میں بتا دیگئی ہے۔ کاغذ چھپائی اور لکھائی نہایت اعلیٰ ہے ٹائٹیل رنگین حجم ۶۸ صفحہ قیمت صرف ۳ر

قیمت سالانہ دو روپے آٹھ آنہ | **الحافظ** | قیمت فی پرچہ چار آنے

جلد (۲) | بابت ماہ جون ۱۹۲۶ء مطابق ذیحجہ الحرام ۱۳۴۴ھ | نمبر (۴)

باب الفتاوے

سوال۔ زید نے اپنی لڑکی کا نکاح عمرو کے بیٹے سے اس شرط پر کرنا منظور کیا ہے۔ کہ عمرو بھی اپنی بیٹی کا نکاح زید کے لڑکے سے کردیوے کیا اس صورت میں یہ نکاح صحیح ہوگا یا نہیں۔

الجواب۔ مقابلہ کا رشتہ اپنی لڑکی دینی اور لڑکی لینی جائز ہے مگر ایک لڑکی کو دوسری لڑکی کا مہر قرار دینا شرع میں نکاح شغار کہلاتا ہے اور شرعاً ناجائز ہے۔ اس لئے احوط یہ ہے کہ پہلے یہ شرط بھی نہ کی جائے کہ اگر تم لڑکی دوگے تو میں بھی دونگا۔ اس شرط کے بغیر مقابلہ کا رشتہ جائز ہے۔ وہو العالم

سوال۔ اگر مرغا یا کسی اور حلال گوشت حیوان کو ذبح کے وقت چھری کی تیزی سے سر جدا ہو جائے تو وہ حیوان حلال ہوگا یا حرام بینوا توجروا۔

الجواب۔ حلال ہے اور کوئی مضائقہ نہیں اگر عمداً اور قصداً سر کو جدا نہ کر دیا ہو۔ اور اگر عمداً اور قصداً بوقت ذبح سر کو تن حیوان سے علیحدہ کر دیا ہے تب بھی ذبیحہ تو حلال ہے مگر ذابح فعل حرام کا شرعاً مرتکب ہوا ہے۔

سوال۔ مچھلی کا ایک قسم جھینگا کہلاتا ہے خار اور استخوان اس میں نہیں ہوتے خشک ہونیکے بعد اسمیں فلس (اِنّیاں) ظاہر ہوتی ہیں۔ یہ مچھلی حلال ہے یا حرام اسی طرح مار ماہی کے متعلق بھی شرعاً جو حکم ہو صادر فرمائیں۔ واجرکم علی اللہ تعالیٰ۔

الجواب۔ مچھلی کا ہر وہ قسم جس میں فلس ہو حلال ہے۔ اور بغیر فلس کے ہر مچھلی امامیہ مذہب میں حرام ہے۔ مار ماہی کے متعلق مختلف روایتیں وارد ہوئی ہے۔ لیکن اشہر روایات سے اسکی حرمت ثابت ہے اور احوط ترک ہے۔ وہو العالم

سوال۔ مرغی کو ذبح کرنے کے بعد اس کے شکم سے جو انڈے نکلتے ہیں وہ حلال ہیں یا حرام ہیں۔ اُن کو کھانا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے۔

الجواب۔ مذبوح مرغی کے شکم سے جس قدر انڈے پختہ اور خام نکلیں وہ سب حلال ہیں۔ اور غیر مذبوح مردہ مرغی کے شکم سے جو انڈا کہ سخت اور سفید پوست والا نکلے وہ حلال ہے۔ صرف اس کے ظاہر کو پانی سے دھو ڈالیں۔ لیکن جن انڈوں پر سفید پوست نہ آیا ہو۔ وہ حلال نہیں ہیں وہو العالم

رقمہ خادم الشریعۃ المطہرہ۔ **علی الحائری**

شذرات

ہمدردان مدرسۃ الحفاظ کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ شیعوں کی طرف سے ہمیشہ جماعت شیعہ حفاظ پیش کئے جانے اور حفظ قرآن سنانے کے باوجود مخالفین مدتوں سے یہ اعتراض کرتے چلے آرہے ہیں کہ خلفاء ثلثہ کا معجزہ ہے کہ ان کا دشمن (شیعہ) نہ کبھی قرآن حفظ کرسکا ہے نہ حفظ کرسکے گا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خلفاء ثلثہ شیعوں کو قرآن بھلا دیتے ہیں۔ آج تک مشہور بات تو یہ تھی کہ انسان کو شیطان بھلا دیتا ہے۔ لقولہ تعالیٰ فَاَنْسٰہُ الشَّیْطَانُ ذِکْرَ رَبِّہٖ پ۱۲ ع ۱۵ مگر مریدان ثلثہ نے محبت کے پیرایہ میں اپنے خلفاء سے دشمنی کا ثبوت اس طرح دیا ہے کہ ثلثہ شیعوں کو قرآن بھلا دیتے ہیں۔ پس آپ ہی انصاف سے کہیں کہ خلفاء سے ایسے شیطانی فعل کا منسوب کرنا ان کی دشمنی نہیں تو کیا ہے۔ اس معکوس معجزہ خلفاء پر ایڈیٹر النجم کا فخر کرنا ان کی علمیت کا ثبوت ہے کہ ایسے خلیفوں کے ایسے جاہل مرید ہوا کرتے ہیں جو قرآن کے بھلا دینے کا کام اپنے خلفاء کا معجزہ مشہور کرتے ہیں لاحول ولاقوۃ الا باللہ ارے نادانو تمہاری ہی روایت ان اللہ یوید ھذا الذي برجل فاجر کے مطابق جب ایک فاجر وفاسق کے ہاتھ سے خدا اپنے دین کی تائید کراتا ہے تو پھر تم اپنے خلفاء جیسے بزرگوں کو بجائے تائید دین کرنے کے توہین دین اور انسیاء قرآن کرنے کا کیوں الزام دے رہے ہو۔ یہ خلفاء کرام سے دوستی کے پردہ میں تم دشمنی نہیں کرتے تو اور کیا ہے۔

اس لئے ایڈیٹر النجم اور اس کے ہم خیال وہابیوں کے اس اعتقاد فاسد کی بناء پر ہمکو یہ مجبوراً کہنا پڑتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے رسول صادق امین علیہ وآلہ السلام کو تو اس لئے بھیجا ہے کہ بمصداق ما انزلنا علیك الكتاب الا لتبین ما نزل الیہم وہ قرآن مجید لوگوں کو سکھلائے اور کتاب اللہ ان کو یاد کرائے مگر افسوس کہ آپ کے عقیدہ کے مطابق اسی کے خلفاء اس قرآنی تعلیم کو لوگوں سے بھلا دینے کے ٹھیکیدار فخراً مشہور کئے جائیں۔ اس سے زیادہ جہالت اور کیا ہوسکتی ہے۔ نادانو! تم اپنے خلفاء کی تعریف نہیں کرتے۔ بلکہ سخت توہین کر رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ۔ اور اس کے برگزیدہ پیغمبر صلعم کے مشن (قرآن) کو وہ محو اور بھلا دینے کے ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں۔

حالانکہ تمہارا یہ اعتقاد ان کے حق میں عقل اور انسانی فطرت کے بھی بالکل مخالف ہے۔ کیونکہ فطرت نے ہر انسان کو خواہ وہ مسلم۔ مومن ہو۔ یا منافق وکافر قوت حافظہ دے رکھی ہے۔ جس کے ذریعہ وہ جو چاہے حفظ کرسکتا ہے۔ اندریں صورت کسی جاہل کذہ ناتراش کا خارق فطرت یہ اعتقاد کرلینا کہ کسی کو قرآن کریم جیسی کتاب مبین حضرات خلفاء ثلثہ کے مخالفت کی وجہ سے یاد نہیں ہوسکتی کمال جہالت پر مبنی ہے۔ اور قانون فطرت کے مخالف عقیدہ کسی طرح مذہب حق نہیں کہلا سکتا۔ جو مذہب کہ ایسے فاسد اور بودے عقیدہ پر مبنی ہو۔ مذہب معلوم واہل مذہب معلوم۔

خوندزادہ ملک حیدر علی ذاکر لاہور موچی دروازہ طویلہ نواب صاحب

بفضلہ تعالیٰ الحافظ مجریہ ماہ اگست ۲۵ء جلد اول نمبر ۶ میں ایک طویل فہرست جماعت شیعہ حفاظ کی مفصل شائع ہو چکی ہے۔ جنہوں نے جگہ جگہ قرآن مجید عام جلسوں میں ہزاروں کے سامنے سنایا اور حفظ قرآن میں وہ وہ کمالات دکھائے کہ حیرت کا عالم مخالفین پر طاری ہوا اور سنی حافظوں کے طوطے اڑ گئے بلکہ ان کو لینے کے دینے پڑ گئے اور اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ شیعہ حفاظ قرآن کو کلام اللہ ہونے کی نیت سے حفظ کرتے ہیں۔ تراویح پڑھا کر سال بھر کی روٹیاں کمانے کی نیت سے قرآن حفظ نہیں کرتے۔ اس لئے حشرات الارض کی طرح شیعوں میں لازماً حفاظ کی کثرت نہیں ہے۔ لیکن جس قدر بھی شیعہ حفاظ موجود ہیں وہ سب صاحب کمال حافظ ہیں اور قربۃً الی اللہ حافظ ہیں۔ پس شیعہ حافظ موجود ہونے کے سبب جب معجزہ خلفاء باطل ہوگیا تو کثرت و قلت اختیاری امر ہے۔ زندہ باد مدرستہ الحفاظ وہ اس قلت اور قحط الحفاظ کے عذر لنگ کی بھی انشاء اللہ تلافی کر دیگا اور شیعوں میں اس کثرت سے حافظ ہونگے کہ کم از کم ہر ضلع میں ایک حافظ فاروقی معجزہ شکن موجود رہیگا۔ فاللہ خیرٌ حافظاً وھو ارحم الراحمین۔ مدیر۔ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ۔

خریداران الحافظ قابل توجہ گذارش یہ ہے کہ آپ کو معلوم ہے مذکورہ حالات اور مخالفین دین اور معاندین ائمہ معصومین علیہم السلام کی روک تھام کی غرض سے لاہور میں مدرستہ الحفاظ کی بنیاد اکابر قوم کی جد و جہد سے ڈالی گئی تاکہ عملی رنگ میں جماعت حفاظ میں اضافہ ہوکر اس طعن کا کلی ازالہ ہوجائے اس شعبہ کی اہمیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے قوم سے جس قدر توقعات تھیں وہ ہنوز پوری نہ ہوئیں۔ انہیں مشکلات اور ضروریات کو قوم پر ظاہر کرنے اور قوم کی توجہ اس ضروری اور اہم شعبہ کی طرف مبذول کرانے کے لئے رسالہ ماہوار الحافظ جاری کیا گیا ہے۔ جس میں علاوہ علمی اور مذہبی معرکۃ الآرا مضامین کے مدرستہ الحفاظ کے متعلق خبریں اور آمد و خرچ کا گوشوارہ بھی التزاماً شائع ہوتا رہتا ہے۔ اس وقت تک جو کچھ بھی اس کی بساط ہے وہ قارئین الحافظ پر بخوبی روشن ہے۔ ایسی حالت میں مدرستہ الحفاظ کسی طرح خاطر خواہ ترقی نہیں کر سکتا اور نہ وہ اعلیٰ پیمانہ پر کامیاب ہو سکتا ہے۔

اس لئے قوم سے یہ اپیل ہے کہ اس مدرستہ الحفاظ کی ضرورت اور اہمیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے وسیع پیمانے پر مدرسہ کی اعانت اور امداد میں توجہ مبذول کرے اور الحافظ کیلئے ہر خریدار ایک نیا خریدار بہم پہنچائے یہ کوئی مشکل بات بھی نہیں ہے۔ ع بر کریماں کارہا دشوار نیست ✣

مجالس قلعہ ستار شاہ ضلع شیخوپورہ میں یہ ایک چھوٹی سی سادات کی بستی ہے۔ اس اعتبار سے کہ شہادت منتہائے موسوم گرمی میں واقع ہوئی تھی۔ وہاں کے سادات نے عین اس موقع پر سالانہ مجلس عزا قائم کی ہے۔ اور ذوالجناح ماتم کیساتھ نکالا جاتا ہے حسب معمول اس سال بھی مجالس کا سلسلہ ۲۹ لغایت ۳۱ مئی ۱۹۲۶ء جاری رہا۔ سنین ماضیہ کے مقابلہ میں اس مرتبہ رونق اور ہجوم بہت زیادہ رہا۔ واعظین طلیق اللسان اور ذاکرین خوش بیان نے بھی ذاکری فرمائی سلطان الواعظین مولانا سید محسن علی شاہ صاحب قبلہ و تاج الذاکرین شیخ گل محمد صاحب عاشق ملتانی خاص طور پر

قابل ذکر ہیں۔ خاص اور عام سب حاضرین محظوظ ہوئے۔ ۲ بجے دوپہر ذوالجناح نکالا گیا اور گریہ و ماتم کے ساتھ ۵ بجے وداع کیا گیا۔

تہنیت یہ خبر مسرت سے سُنی جائے گی کہ ہردلعزیز آغا سید مُرتضیٰ شاہ صاحب رضوی انسپکٹر پولیس سرگودہا کو عہدہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس پر ممتاز کر کے منٹگمری تبدیل کیا گیا ہے۔ ہم اس ترقی عہدہ پر ممدوح کو تحفہ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

انتقال پُرملال افسوس ہے کہ طبیب حاذق جناب حکیم محمد شہاب الدین صاحب المتخلص بہ احقر ساکن گوجرانوالہ۔ مؤرخہ ۲۶ مئی ۲۶ء ۷۲ سال کی عمر میں اس دار فانی سے عالم جاودانی کو منتقل ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم بڑے قابل طبیب اور باعلم بزرگ تھے۔ گوجرانوالہ میں آپ کا وجود بہت غنیمت تھا۔ الحافظ آپ کے فرزند حکیم محمد ظہور الدین صاحب کی خدمت میں رسم تعزیت پیش کرتا ہے۔ جملہ ناظرین سے اُمید ہے کہ مرحوم کے نام سُورہ فاتحہ پڑھ کر مرحوم کو ثواب پہنچائیں گے۔ اور ان کی لوح پر تاریخ وفات کندہ کرنے کے لئے تاریخ مطلوب ہے۔ اُمید ہے کہ شعراء اس طرف ضرور توجہ فرمائیں گے۔

ضروری تصحیح الحافظ بابت ماہ مئی ۲۶ء کے پرچہ میں زیر عنوان "کلام خدا" آغا محمد زکی صاحب قزلباش وکیل کے نام کیساتھ لفظ "سید" ایزاد ہو گیا ہے جو کہ حذف کر دینا چاہیے اور متن میں لفظ "حنین" کی بجائے "حسنین" چھپ گیا ہے قارئین کرام ہر دو لفظوں کی تصحیح فرمالیں۔

(مدیر)

(پنجاب شیعہ مشن کا صیغہ مدرسۃ الحفاظ)

صیغہ مدرسۃ الحفاظ۔ پنجاب شیعہ مشن کا وہ مہتم بالشان شعبہ ہے۔ جس کی اہمیت اس کے اغراض و مقاصد پر ایک سرسری نظر ڈالنے کے بعد پوشیدہ نہیں رہتی۔

کون انکار کر سکتا ہے کہ قوم کے بچوں کو تعلیم دینے میں کامیابی کا راز مضمر نہیں ہے۔ بشرطیکہ دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم خصوصاً حفظ قرآن اور تعلیم علوم فرقان بھی لازمی ہے۔

آپ یہ تسلیم کریں گے کہ زمانہ کے انقلاب کا پیہم مقابلہ کرنے کے بعد بھی ابھی تک ہم نے اپنے جوہر حقیقی کو نہیں کھویا ہے۔ ہمارے قوم کے نوجوان صالح ہونہار ہیں اور ہم کو ہمارے توقعات کو پورا کرنے کا یقین دلاتے ہیں۔ وہ دنیاوی تعلیم سے زیادہ قرآنی تعلیم پانے کے مستحق ہیں۔ لیکن اپنی ناداری اور مفلسی کے سبب سے محروم ہیں۔ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ؟ کیا ہم کو ان کی قرآنی تعلیم اپنی ضروریات زندگی میں شامل نہ کرنا چاہیئے ؟ کیا ہم کو مرزائیوں۔ وہابیوں کے نوجوانوں کو اپنے مستقبل تاباں کی تعمیر کرتے ہوئے دیکھتے اور خاموش رہنا چاہیئے۔

صیغہ مدرسۃ الحفاظ آپ سے صرف اسی قدر مطالبہ کرتا ہے۔ وہ آپ سے لاکھوں۔ ہزاروں نہیں بلکہ سینکڑوں بھی نہیں مانگتا۔ صرف قلیل سے قلیل رقم جس کی آپ کی نگاہ میں کوئی وقعت نہیں

ماہوار چار چار آنے کر کے بہت کچھ ہو جاتا ہے۔ یہی آپ کے سینکڑوں نوجوانوں کو حافظان قرآن حاملان علوم فرقان اور قوم کے مستقبل کو درخشاں بنا سکتا ہے۔

لیجئے ۴ر ماہوار بھی جانے دیجئے ہم ایک اور رائے بھی دیتے ہیں کہ اگر آپ اپنی روزانہ۔ ہفتہ وار اپنی آمدنی سے صرف ایک پیسہ بھی قوم کے مستحق ہونہار طالبان حفظ قرآن و حاملان فرقان کی تعلیم کیلئے نہیں دے سکتے تو کیا یہ بھی ممکن نہیں کہ التزاماً ماہوار صرف ایکبار ایک پیسہ دیکر قوم کے بہت بڑے فرض کی ادائگی میں اتحاد عمل کیجئے۔ یہ نہ خیال کیجئے کہ ایک پیسہ یا ایک آنہ یا ایکروپیہ کچھ نہیں کر سکتا۔ یقین کیجئے کہ اگر ہندوستان کے کم و بیش دو کروڑ پیسے بھی التزاماً ماہوار جمع ہو جائیں تو پھر اندازہ کر لیجئے کہ ہر سال کتنے نوجوان حفظ قرآن میں کامیاب ہو کر حضرت فاروق کا معجزہ توڑ سکتے ہیں۔ اس عظیم الشان خدمت حفظ قرآن کی ذمہ واری پنجاب شیعہ مشن لاہور کے سر ہے۔ لیکن اس کا حقیقی بار ملک کے دو کروڑ شیعوں پر ہے پس تم اپنے فرائض کو پورا کرتے رہو۔ اور ہم اپنے فرائض سے سبکدوشی حاصل کرتے ہوئے فاروقی معجزہ شکنی کرتے رہیں *

عملی تدابیر

مدرسۃ الحفاظ ہندوستان کے ہر طالب حفظ قرآن کو وظیفہ دیکر اس کو قرآنی زندگی کے میدان میں لانا چاہتا ہے۔ اگر آپ اس قرآنی خدمت کو دینی خدمت تصور کرتے ہیں اگر آپ ان ہونہاروں کے حافظان قرآن اور حاملان علوم فرقان ہونے میں اپنی گلو خلاصی کی راہ پاتے ہیں تو اُٹھئے" اپنے حلقہ اثر میں اپنے احباب کو مقاصد مدرسۃ الحفاظ سے آگاہ کیجئے۔ ان سے ایثار کی درخواست کیجئے۔ کیا ممکن نہیں کہ ہندوستان کی ہر بستی جہاں شیعہ آبادی ہے اپنے عطایا سے اتنے سرمایہ جمع کرے جو اس بستی کے کم از کم ایک مستحق طالب حفظ قرآن کی تعلیم کی ضمانت کر سکے۔ اس طرح ہر شیعہ بستی میں صرف ایک ہفتہ کی بے لوث کوشش میں کم از کم ایک سال تک لاکھوں ہزاروں نہیں تو سینکڑوں طالبان حفظ قرآن کو جو صرف اپنے بے مائگی کے سبب سے محروم ہیں حافظان قرآن اور حاملان علوم فرقان بنا کر ان کی زندگی کو قابل رشک بنا سکتی ہے۔

اس اپیل کے بعد توقع ہے کہ مدرسۃ الحفاظ کے دفتر سے بہت جلد رسید بکیں طلب فرما کر ناموس شریعت غراء و ملت بیضاء پر احسان فرمائیں گے ؎

من نگویم کہ این مکن آن کن ٭ مصلحت بین و کار آساں کن

راقم آثم:- سید حسین رضوی سیکرٹری پنجاب شیعہ مشن و شعبہ مدرسۃ الحفاظ لاہور

ریاست بہاولپور میں بندش عزاداری کیخلاف احتجاج

مؤرخہ ۲۹-۵-۴۶ کو انجمن امامیہ منٹگمری کے جنرل کمیٹی کا اجلاس زیر صدارت جناب آغا برکت علی خان صاحب بی۔اے۔ایل۔ایل۔بی وکیل منعقد ہؤا اور حسب ذیل تجویز پاس ہوئی:-

انجمن امامیہ منٹگمری بخدمت جناب نواب صاحب بہاولپور مؤدبانہ التماس کرتی ہے۔ کہ وہ براہ انصاف و رعایا پروری سید قطب علی شاہ صاحب کو اپنی قید سے رہا فرماویں اور امام باڑہ بہاولپور پر عائد کردہ بندشیں اٹھالی جاویں۔ اور شہر بہاولپور میں مراسم عزاداری بدستور جاری رکھنے کی اجازت فرماویں۔ اور خوشنودی خدا و رسول حاصل کریں۔ کیونکہ بہاولپور میں آج کل شیعہ آبادی ماتحت حکام کی ناواجب سختی کی وجہ سے ایسی حالت میں ہے۔ جو پنجاب کی سب سے بڑی مسلم ریاست کے شان سے کوسوں دور ہے۔ اور جس کو برٹش مسلم رعایا حیرت و استعجاب سے دیکھتی ہے۔ نیز پاس ہوا۔ کہ ریزولیوشن ہذا کی نقل شیعہ جرائد اور انگریزی ترجمہ حکام ریاست کو بھیجا جاوے۔

(سید دلاور حسین ہمدانی سیکرٹری انجمن امامیہ منٹگمری)

غلطی کا ازالہ الحافظ ماہ رواں میں میرے مراسلہ زیر عنوان "منٹگمری میں انجمن امامیہ کا قیام" میں سہواً جوائنٹ سکرٹری سید فضل حسین صاحب عرائض نویس کا نام اندراج سے رہ گیا ہے تصحیح کر دیجاوے۔

سید دلاور حسین ہمدانی سیکرٹری انجمن امامیہ منٹگمری

خلافتِ الٰہیہ و امامت قرآنیہ

(از افادات عالیہ حضور حجۃ الاسلام والمسلمین سرکار شریعتمدار علامہ حائری مجتہد پنجاب لاہور)

نمبر ۸۔ گذشتہ سے پیوستہ

خطبہ شقشقیہ سے ابطال خلافت ثلاثہ علی علیہ السلام کا ایسا رویہ ہونے کے باوجود بھی مخالفین عوام شیعوں سے کہا کرتے ہیں کہ علی اور خلفاء ثلثہ میں کمال درجہ کا ربط و ضبط تھا۔ اور ایکدوسرے سے متحد اور شیر و شکر کی طرح تھے۔ یہ ان کا خیال غلط اور ان پر محض افترا ہے۔ اس کا ثبوت مشہور اور معرکتہ الآرا خطبہ شقشقیہ سے ظاہر اور عیاں ہے۔ جس کو اکابر ائمۂ اہلسنت نے جناب امیر علیہ السلام کا کلام ہونا تسلیم کیا ہے۔ دیکھو شرح ابن ابی الحدید۔ اتحاف الاکابر امام شوکانی۔ شرح تہذیب ملا یعقوب۔ شرح مصابیح امام گازرونی۔ شرح مقاصد علامہ تفتازانی۔ عروۃ الوثقیٰ علاءالدولہ سمنانی کتاب مواعظ و زواجر حسن بن عبداللہ بن مسعود عسکری۔ مجمع الامثال ابوالفضل میدانی۔ قاموس فیروزآبادی۔ مجمع بحار الانوار ملا طاہر گجراتی۔ نہایہ ابن اثیر جزری وغیرہ وغیرہ۔ (دیکھو نہج البلاغہ۔ مطبوعہ بیروت ص۲۶ سطر اول)

اس خطبہ شقشقیہ کو یہیں سے شروع کیا گیا ہے۔ اما واللّٰہ لقد تقمصہا ابن ابی قحافۃ وانہ لیعلم ان محلی منہا محل القطب من الرحی ینحدر عنی السیل ولا یرقی الی الطیر اور مسلسل عبارت چلی جارہی ہے۔ اس میں ثلثہ کی خلافت کا بخیہ ادھیڑ سامنے رکھدیا ہے۔ جس کا مختصر ترجمہ بنظر اختصا

میں اس جگہ درج کرتا ہوں غور سے ملاحظہ کریں جو حسب ذیل ہے۔ جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں" اے سننے والے خبردار ہو جا۔ کہ قسم خدا کی ابن ابی قحافہ نے پیراہن خلافت کو زیب تن کر لیا۔ حال آنکہ وہ خوب جانتا تھا اور اسے اچھی طرح یقین تھا کہ خلافت کے لئے میرا وہی مقام ہے اور مجھے اس سے وہی نسبت ہے جو قطب اسیاء کو آسیا سے ہے۔ مجھ سے علم کا ایک دریا متلاطم نکل رہا ہے۔ اور میرے علم و منزلت کا وہ پایہ رفیع بلند ہے۔ جہاں پہنچتے ہوئے شاہین تیز پرواز کے پر جلتے ہیں۔ جب ابن ابی قحافہ نے اس پیرہن کو ناحق اپنی زینت بنا لیا تو میں نے اپنی اس خلافت کے درمیان پردہ ڈال دیا اس سے پہلوتہی کی۔ اور اس معاملہ میں غور کرنا شروع کیا۔ کہ اپنے بریدہ و شکستہ ہاتھ سے اس پر حملہ کروں۔ یا اس ظلمت اور تاریکی ضلالت پر صبر کروں۔ یہ ایک ایسی مصیبت تھی جس کے صدمہ سے خورد سال بوڑھا ہوا اور بوڑھا ضعیف ہو جائے اور مومن رنج و غم میں گرفتار ہو کر خدا سے ملاقات کرے۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ اس پر میرا صبر کرنا بہت ہی بہتر اور نہایت ہی عقلمندی ہے۔ لہذا میں نے صبر اختیار کیا۔ اس وقت یہ حالت تھی کہ آنکھیں غبار اندوہ اور خار مصیبت کی خلش میں گرفتار تھیں۔ اور حلق میں پھندے پڑے جاتے تھے۔ اور میں دیکھ رہا تھا کہ **میری میراث** کس طرح تاراج و غارت ہو رہی ہے۔ یہاں تک کہ اوّل (ابوبکر صاحب) تو اپنے رستہ پر گذر گئے اور اپنے بعد خلافت کا ڈول فلاں (عمر صاحب) کی طرف پھینک گئے۔ بعد اس کے امیر المومنین علیہ السلام نے تمثیلاً اعشیٰ کا یہ شعر پڑھا ؎

شتان ما یومی علی کورها ✽ و یوم حیان اخی جابر

یعنی ایک روز میں اپنے اونٹ پہ سختیوں سے سفر کر رہا تھا اور ایک روز حیان برادر جابر کے ہمراہ راحت و نعمت میں محو تھا۔ ان ہر دو روز میں کس قدر فرق ہے (اس تمثیل سے حضرت مرتضیٰ علیہ السلام اپنے ما فی الضمیر سے آگاہ فرماتے ہیں۔ کہ برادر بزرگ یعنی جناب ختمی رسالت صلعم کے زمانہ میں کس شادمانی اور فرحت کے ساتھ بسر ہوتے تھے اور یا آج کا دن) اس کے بعد فرماتے ہیں۔ مگر مجھے تعجب ہے۔ کہ **ابوبکر** اپنی حین حیات میں خلع بیعت کرتا تھا۔ مگر اپنے مرنے کے بعد دوسرے (عمر صاحب) کے ساتھ خلافت کو منعقد کر دیا۔ **پستان ناقہ خلافت** کو دونوں نے آپس میں چوسا۔ افسوس خلافت کو ایک درشت مزاج اور تند خو کے حوالہ کر دیا جس کی زبان نہایت سخت اور کاری تھی۔ جس کا چھونا بھی ناگوار تھا۔ جس کی گفتار و کردار دونوں ناہموار و ناہنجار تھیں۔ اس کی طبیعت میں سخت لغزشیں تھیں۔ وہ قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتا تھا۔ اور اپنی لغزشوں پر عذر خواہ بھی ہوتا تھا۔ ایسی طبیعت والے کی مثال بالکل اس شخص کی سی ہے۔ جو کبھی بوجھ نہ اٹھانیوالے اونٹ پر سوار ہو۔ اگر سوار اس کی مہار کھینچتا ہے۔ تو اسکی ناک پارہ پارہ ہوئی جاتی ہے۔ اور اگر چھوڑتا ہے تو خود گرنے کا خوف ہے۔ حیات خداوندی کی قسم کہ لوگ اس کے سبب سے خبط میں مبتلا ہو گئے۔ ہر اہل و نا اہل دینی و دنیوی امور میں رائے زنی کرنے لگا۔ متلون مزاجیاں اور اعتراض دامنگیر ہوئے۔ میں نے طول مدت و شدت محنت پر صبر کیا۔ یہاں تک کہ یہ شخص (عمر صاحب) بھی اپنے راستہ پر گذر گیا۔

اور امر خلافت کو ایک جماعت میں چھوڑ گیا۔ اور گمان کیا۔ کہ میں بھی اُن میں سے ایک ہوں۔ یا اللہ اس شوریٰ کی بابت میں فریاد کرتا ہوں۔ مجھے کسی زمانہ میں یہ تردد ہوا تھا کہ میں اس جماعت کے اول اور پیشوا (ابوبکر) کا مصاحب بن جاؤں۔ یہاں تک کہ اس جماعت کے ایسے ایسے لوگوں سے مقارن ہوں۔ جب خود ابوبکر کی ہی مصاحبت اور بیعت مجھے پسند نہ تھی۔ جو ان کا پیشوا تھا۔ پھر اُن کے شریک مشورہ ہونا مجھے کب گوارا ہوسکتا ہے۔ لیکن جب یہ لوگ زمین کی طرف اُترے۔ مجبورًا میں بھی اُن کے ساتھ اُترا۔ اور جب یہ اونچے اُڑان پر گئے مجھے بھی ہمراہ رہنا پڑا۔ مجھے تو ان کا رام کرنا اور انہیں ہدایت کا راستہ دکھانا مطلوب ہے۔ جیسے اہلی کبوتر جنگلی کیساتھ پرواز کرکے اسے اپنا کرلیتا ہے۔ پس اس جماعت میں ایک شخص میرا دشمن ہوگیا اور ایک دوسرا شخص اپنے داماد کی طرف مائل ہوگیا۔ اور دو اور شخص بھی اس کے ہم زبان ہوگئے۔ جو اپنی قباحت اور رزالت کے سبب سے اس قابل بھی نہیں کہ ان کا نام لیا جائے۔

یہاں تک کہ اس قوم میں سے ایک تیسرا شخص (عثمان غنی صاحب) خلافت پر قائم ہوگیا اور اس کی یہ حالت تھی کہ اس نے اپنے معدے اور امعاء کو حلق تک دُنیا کے مال سے بھر لیا۔ تن پروری اختیار کی لوگوں کے مال کھانے شروع کئے۔ پھر ساتھ اس کے باپ کے بیٹے بھی کھڑے ہوگئے۔ خدا کے مال کو اسطرح کھانے لگے جیسے اونٹ فصل بہار کی گھانس کو چر جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے قبیلے اس پر ٹوٹ پڑے اور اس کے اعمال نے اس کے قتل کرنے میں بڑی سرعت سے کام لیا۔ اور اس کی شکم پُری نے اُسے اوندھا مُنہ کے بل گرادیا مستحقین کا مال کھاجانے اور بیت المال میں اسراف کرنے سے یہ نوبت ہوگئی اس وقت بھی کسی چیز نے مجھے خوف وخطر میں مُبتلا نہیں کیا۔ مگر یہ کہ لوگ میری طرف یکے بعد دیگرے چلے آتے تھے اور چاروں طرف سے بیعت کے لئے مجھے گھیرا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ حسنین علیہما السلام اسی کشمکش واژدحام میں پائمال ہوگئے۔ میری چادر کے دونوں گوشے پھٹ گئے اور بکریوں کے گلّے کی طرح لوگ گرد جمع ہورہے تھے۔ (مجبورًا) جب میں نے امر خلافت قائم کیا تو ایک گروہ (اصحاب جمل طلحہ وزبیر وبی بی عائیشہ) ناکثین میں داخل ہوا۔ کچھ لوگ (اصحاب معاویہ) فاسق ہوکر اطاعت خداوندی سے باہر ہوگئے۔ گویا انہوں نے خدائے پاک وبرتر کا یہ کلام سنا ہی نہیں۔ قولہ تعالیٰ: تلک الدار الآخرۃ نجعلھا للذین لایریدون علوا فی الارض ولا فسادًا والعاقبۃ للمتقین (یہ سرائے آخرت ہم نے ان لوگوں کے لئے بنائی ہے۔ جو زمین پر سرداری۔ جاہ طلبی اور فتنہ وفساد کا ارادہ نہیں کرتے۔ اور عاقبت پرہیزگاروں کے واسطے ہے)

خدا کی قسم انہوں نے اس کلام کو سنا تھا اور اس کو دل پر نقش کیا تھا۔ لیکن شیطان نے دنیا کو طرح طرح کی آرائیشوں کے ساتھ ان کی آنکھوں کے سامنے پیش کیا تھا اور اس کے جمال پر ان کو فریفتہ کردیا تھا۔ ہاں آگاہ رہو۔ خدا کی قسم جس نے دانہ کو شگافتہ کیا۔ انسان کو نیستی سے میداں ہستی میں کھڑا کیا اگر حاضرین کی کثرت نہ ہوتی۔ ناصرین کا ہجوم قیام حجت کے لئے نہ ہوتا۔ اور مجھے اس عہد ومیثاق کا بھی خیال نہ ہوتا جو علماء سے پروردگار عالم نے لیا ہے۔ کہ ظالم کو مسکینوں اور غریبوں

کا مال کھانے کی اجازت نہ دیجائے اور مظلوم ظالم کے ستم سے بھوکا نہ رہے۔ تو بیشک میں خلافت کی مہار کو اس کے اونٹ کے کوہان پر ڈال دیتا (جہاں چاہے چلا جائے) اور آخری حصہ خلافت کو بھی اسی پہلے پیالے سے سیراب کر دیتا اور کبھی اس کے اہل کو آبحیات ابدی سے سیراب نہ کرتا وہ مثل سابق پیاسے ہی رہتے۔ اور العطش العطش کہتے کہتے مرجاتے۔ یہ دنیا جو تمہیں اس قدر مرغوب ہے جس پر تم یوں جان دیتے ہو واللہ میرے نزدیک بکری کی چھینک سے بھی زیادہ ذلیل و خوار ہے۔ انتہی

کیوں؟ ہے کوئی منصف مزاج رشید اور سعید۔ جو اس کلام بلاغت نظام۔ فصاحت التزام میں تامل کرے اور غائر نظر ڈالے کہ امیر المومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام نے ان تینوں خلافتوں کے فساد و بطلان پر کس فصاحت و وضاحت کے ساتھ اپنے خیالات کو مدلل ظاہر کر دیا ہے۔ اور ان کے پوست کندہ حالات پر نہ صرف بے تقیہ روشنی ڈالی بلکہ ان کی اجماعی اور مصنوعی خلافتوں کے بخیئے ادھیڑ کر رکھدیئے ہیں اس کے بعد بھی کوئی اندھا اور احمق ہی ہوگا جو علی کو ثلثہ سے حسن ظن رکھنے کا قائل اور مدعی ہو۔ بلکہ اندھے اور احمق سے بھی ایسی توقع نہیں۔ مگر ہٹ اور ضد کا کیا علاج۔

اس پر بھی جو مزید اطمینان کا خواہش مند ہو۔ وہ صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۹۱ کو دیکھ لیوے جہاں مرقوم ہے۔ کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے ابوبکر سے فرمایا ہے۔ ولکنک استبددت علینا بالامر وکنا نحن نری لنا حقا لقرابتنا من رسول اللہ صلعم انتہی یعنی اے ابوبکر تم نے اپنی رائے سے بلا رضامندی ہم اہلبیت رسول صلعم کے خلافت پر تسلط کر لیا بحالیکہ ہم بوجہ قرابت نبوی صلعم کے اپنا حق جانتے تھے"۔ ساتھ ہی بغرض تائید تاریخ الامم والملوک ابن جریر طبری مطبوعہ مصر جلد ۳ صفحہ ۲۰۳ ملاحظہ ہو۔ مرقوم ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے ابوبکر سے فرمایا "کنا نری ان لنا فی ھذا الامر حقا فاستبددتم بہ علینا"۔ ثم ذکر قرابتہ من رسول اللہ وحقہم فلم یزل علی یقول ذالک حتی بکی ابوبکر الخ یعنی اے ابوبکر ہم اس کام میں اپنا حق سمجھتے ہیں اور تم نے ہمارا کام پریشان کر کے ہمارے حقوق پر تسلط اور غلبہ کر لیا۔ پھر علی قرابت رسول خدا کا ذکر فرماتے رہے یہاں تک کہ ابوبکر صاحب رو پڑے (یہ بھی کسی کا ہی کام ہے۔ کہ لاجواب ہو کر رو پڑے مگر باوجود اس کے حق غیر پر ناحق تسلط جمائے رکھے۔)

ان سب باتوں سے زیادہ حجت اور واضح جناب امیر علیہ السلام کا وہ قول ہے جو نہج البلاغہ مطبوعہ بیروت صفحہ ۲۱ سطر ۲ میں ارشاد کیا ہے۔ فواللہ مازلت مدفوعا عن حقی مستاثرا علی منذ قبض اللہ نبیہ صلعم حتی یوم الناس ھذا۔ یعنی پس خدائے تعالیٰ کی قسم کہ ہمیشہ مجھے حق سے دھکیلا گیا۔ اور دوسروں کو مجھ پر پسند کیا گیا۔ جب سے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے نبی کو قبض کیا ہے۔ آج کے دن تک۔

ایک حق بین اور حق تلاش شخص کے لئے یہ فیصلہ کافی سے زیادہ روشن ہے کہ علی علیہ السلام حضرات ثلاثہ کی خلافت کو سراسر ناحق اور غصب سمجھتے رہے۔ کیوں کہ آپ نے اس خطبہ میں صاف صاف

بتا دیا ہے کہ پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام کی وفات سے آج (میرے خلیفہ ہونے) تک مجھے حق سے دھکیلا گیا ہے۔ اور دوسروں (حضرت ابوبکر۔ عمر۔ عثمان) کو مجھ پر پسند کیا گیا۔ بتاؤ؟ اس اتمام حجت کے بعد کوئی عقلمند یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے ثلثہ میں سے ایک کو بھی برحق خلیفہ مانا ہے۔ اور جب نہیں خلیفہ مانا۔ تو ان کی بیعت کرنا کیوں کر باور کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے بیعت کا قصہ ہی از سرتا پا غلط اور افترا ہے۔ کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ امام معصوم جو بحکم خدا و رسول خود مفترض الطاعت ہے کسی غیر معصوم کی بیعت کرے اس لئے طبقہ محققین کے نزدیک جناب امیر علیہ السلام نے قطعاً ان کی بیعت نہیں کی۔ اسی بناء پر جناب امام حسن علیہ السلام اور معاویہ کے باہمی سمجھوتے کا نام صلح رکھا گیا نہ بیعت اور حضرت امام حسین علیہ السلام نے تو یزید کی بیعت سے انکار کر کے قیامت تک آنیوالی نسلوں کو ثابت اور ظاہر کر دیا کہ امام معصوم بالحق اس طرح فنا ہونا تو اختیار کر لیتے ہیں۔ مگر غیر معصوم کی کسی طرح بیعت نہیں کرتے ۔ فافہم وتدبر

(باقی دارد)

کلام خدا

(خاص الحافظ لاہور کے لئے)

از رشحات قلم جناب آغا محمد زکی صاحب قزلباش کربلائی دام مجدہٗ وکیل لاہور

(گذشتہ سے پیوستہ)

رہا عباس ابن مرواس وہ بھی زبان عرب کا اتنا ماہر تھا کہ شاعر ہونا ہی اُس کی قابلیت کی دلیل ہے۔ اور محاورات عرب کا عالم اس کو تسلیم کرنا لازم لیکن نہ حضرت عمر ہی اور نہ عباس ابن مرواس ہی آنحضرت کے اس فقرہ کا صحیح مفہوم سمجھ سکے کہ "زبان قطع کرو" پھر انصاف شرط ہے کہ ہم ہندوستان کے رہنے والے جن کی نہ مادری زبان عربی ہے۔ نہ عربی کے محاورات پر کامل عبور ہے۔ کیونکر یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ کلام خدا جو یقیناً کلام آنحضرتؐ سے بالا و بلیغ تر ہے سمجھ سکتے ہیں اور ایسے مدعی یقیناً مفہوم کلام خدا کے بیان میں غلطی کرتے ہیں اور اس اختلاف کے رفع کے واسطے ہی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مابعد کے لئے اپنی اُمت کو صاف و صریح الفاظ میں حکم دے دیا تھا کہ "میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا اور دوسری اپنی عترت (اہلبیت) اور یہ دونوں آپس میں ایکدوسرے سے جدا نہ ہوں گے جب تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد نہ ہوں اور میں ان دونوں سے پوچھ لونگا کہ میرے بعد تم سے کیا سلوک کیا گیا"۔ حاصل یہ کہ مفہوم کلام خدا سمجھنے اور بیان کرنے والے صرف اہلبیت علیہم السلام ہیں۔ اس حدیث مشہور اور متفق کے تحت میں جس طرح کہ کتاب خدا کو ماننا اور اُس کے احکام پر عمل کرنا واجب ولازم اُسی طرح اہلبیت رسولؐ کو ماننا اور ان کے احکام پر عمل کرنا واجب ولازم۔ جس طرح قرآن مجید کا صرف ماننا جب تک کہ اس کے احکام پر عمل نہ کیا جائے بیکار اسی طرح صرف اہلبیت کو ماننا جب تک کہ اُن کے احکام پر عمل نہ کیا جائے بیکار دیکھئے

خود قرآن مجید نے اشارۃً اپنے **حروف مقطعات** میں یہ راز حل کر دیا ہے کہ قرآن کے رُزدا۔ اور اُس سے واقف کون ہیں۔ کُل تعداد حروف مقطعات کی جو قرآن میں ہیں ۷۸ ہے۔ اگر ان ۷۸ میں سے مکرر جو حروف آئے ہیں انکو حذف کر دیا جائے تو ۱۴ باقی رہتے ہیں۔ جن سے یہ اشارہ پایا جاتا ہے۔ کہ ۱۴ ہی رموز خدا سے واقف ہیں۔ وہ چودہ حروف جو باقی رہتے ہیں۔ اَ۔ لٓ۔ مٓ۔ رٓ۔ کٓ۔ ہٓ۔ یٓ۔ عٓ۔ صٓ۔ طٓ۔ سٓ۔ حٓ۔ قٓ۔ نٓ۔ ہیں۔ ان چودہ حروف سے جب فقرات بنائے جائیں اور بنائے گئے ہیں تو ۸۷ ارب۔ ۷ کروڑ۔ ۸۲ لاکھ۔ ۹۱ ہزار۔ ۲۰۰ بن سکتے ہیں اور بنے ہیں لیکن وہ کل مہمل اور بے معنی ہوں گے سوائے ایک فقرہ جو یہ ہے۔ "صِرَاطُ عَلِیٍّ حَقٌّ نُمْسِکُہٗ" (علیؑ کا راستہ برحق ہے جس کی ہم پیروی کرتے ہیں) ناظرین سے خاص طور پر التماس ہے کہ وہ کوشش فرمائیں کہ ان ۱۴ حروف سے کوئی اور بامعنی فقرہ بنتا ہے یا نہیں اگر بنتا ہو تو براہ کرم اسی رسالہ کے ذریعہ سے شائع فرمائیں۔ مگر امید ہے کہ انشاء اللہ وہ کوشش بلیغ کے بعد بھی کوئی اور بامعنی فقرہ بنانے میں کامیاب نہ ہوں گے۔ حروف بالا میں سے نٓ سے مراد رسولؐ ہے اور قٓ سے علیؑ نٓ کے عدد بحساب جمل کبیر ۵۰ ہیں اور قٓ کے ۱۰۰۔ بادی النظر میں یہی معلوم ہوتا ہے کہ نٓ کا درجہ قٓ سے بلحاظ اعداد نصف ہے۔ لیکن یہ شبہ اس طرح جاتا رہتا ہے کہ جب کوئی شخص کعبۃ اللہ میں دوش رسولؐ پر علیؑ کو دوبالا دیکھے گا تو پچاس کا دُگنا ۱۰۰ نظر آئیگا۔

چودہ حروف مقطعات بالا میں پانچ نقطے ہیں۔ یعنی یٓ کے دو اور نٓ کا ایک۔ ان سے یہ اشارہ پیدا ہوتا ہے کہ چودہ رموز جاننے والوں میں سے پانچ وقتِ واحد میں ہونگے (جن کو پنجتن پاک کہا جاتا ہے۔)

یہیں یہ امر بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ یٓ اور قٓ کے دو دو نقطے ساتھ ساتھ ہیں اور نٓ کا نقطہ تنہا۔ اِس سے صاف ہوتا ہے کہ نٓ سے مُراد جیسا کہ اوپر لکھا گیا رسولؐ ہیں۔ پس نٓ کے نقطہ کا مفہوم جناب سیدہؑ کو لے لیجئے اور قٓ سے مراد علیؑ ہیں۔ پس قٓ کے دونوں نقطوں سے مُراد حسنؑ اور حسینؑ۔ رہی یٓ۔ یٓ کے دو نقطے ہیں چونکہ محمدؐ اور علیؑ کا نور مشترک ہے۔ اور یہ وقت خلقت سے ساتھ ساتھ ہیں اس لئے ان دونوں نقطوں کا مفہوم محمدؐ و علیؑ کو سمجھ لو۔ کوتاہ نظر لوگ یہ خیال کریں گے کہ معصوم کی تشبیہ نقطہ سے دینا خلافِ ادب ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہے کیونکہ خود معصوم کا قول ہے "اَنَا النُّقْطَۃُ تَحْتَ الْبَاءِ" (میں ب (بائے بسم اللہ) کے نیچے کا نقطہ ہوں)۔

نقطہ میں نکتہ

معصومؑ کے اس قول کو بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ کوئی معاذ اللہ لغو یا مہمل بات نہیں کہی گئی ہے۔ بلکہ بامعنی اور پر مغز ارشاد ہے۔ قبل اس کے کہ میں اس کی وضاحت کروں اوّل وہ واقعہ مختصراً لکھ دینا ضروری ہے۔ کہ کس موقع پر یہ فقرہ ارشاد فرمایا گیا ہے۔

ایکمرتبہ رئیس المفسرین حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے ہمراہ تھے۔ شب کا وقت تھا۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے سورۂ فاتحہ کی تفسیر عبد اللہ مذکور کے سامنے بیان فرمانا شروع کی تمام شب گذر گئی اور نماز صبح کا وقت آگیا۔ اُس وقت جناب

امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اے ابن عباس اگر خدا اس رات کو اور طولانی فرماتا تو علیؑ اور تفسیر بیان کرتا۔ لیکن سمجھنے کے لئے اس قدر کافی ہے۔ کہ جو کچھ کل قرآن مجید میں ہے وہ کل سورۂ حمد میں ہے۔ اور جو کچھ سورۂ حمد میں ہے وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں ہے (جو سورۂ حمد کی پہلی آیت ہے۔) اور جو کچھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں ہے، وہ بائے بسم اللہ میں ہے۔ اور جو کچھ بائے بسم اللہ میں ہے۔ وہ کل اُس نقطہ میں ہے جو بؔ کے نیچے ہے

"وَاَنَا النُّقْطَةُ تَحْتَ الْبَاءِ"

(اور وہ ب کے نیچے کا نقطہ میں ہوں۔)

اس قول معصوم کو جب ہم پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث "انا مدینۃ العلم وعلیٌ بابھا" (میں شہر علم ہوں، اور علی اُس کا دروازہ ہے) سے ملاتے ہیں تو تمام شبہات رفع ہو جاتے ہیں۔ دیکھئے پیغمبر اسلام نے اپنے آپ کو شہر علم فرمایا ہے اور علی کو اس کا دروازہ۔ یہ ظاہر ہے کہ قرآن مجید بھی صامت مدینۃ العلم ہے۔ اس لئے کہ تمام علوم قرآن مجید میں موجود ہیں۔ اس کا خود دعویٰ ہے۔ "وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ" (خشک و تر میں کوئی ایسی شے نہیں ہے جو کتاب مبین میں نہ ہو) نیز دوسرا دعویٰ ہے "وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ" (تمام اشیاء کا احاطہ امام مبین میں ہے۔ پس اس صامت مدینۃ العلم کا باب تلاش کیجئے اور ناطق مدینۃ العلم کے باب سے ملائیے۔ تو دونوں ایک ہوں گے۔ آپ جب قرآن مجید کا پہلا ورق اُلٹیں گے تو پہلی آیت "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" نظر آئے گی اور اس آیت کو آپ نہیں پڑھ سکتے جب تک کہ سب سے اوّل بائے بسم اللہ کو نہ پڑھیں اور بسم آپ نہیں پڑھ سکتے۔ جب تک بؔ کے نیچے کا نقطہ نہ ہو ورنہ بؔ کا نقطہ نہ ہونے کی صورت میں بسم (ب۔ س۔ م) السم (ل س۔ م) ہو جائے گا۔

پس صامت مدینۃ العلم (قرآن) کا باب (وہ دروازہ جس سے صامت مدینۃ العلم میں داخل ہؤا جائے) بؔ کے نیچے کا نقطہ ہے۔ پس اگر باب مدینۃ العلم نے اپنے آپ کو نقطۂ بائے بسم اللہ فرمایا۔ تو بالکل صحیح اور ناقابل اعتراض۔ بلکہ صامت مدینۃ العلم کا باب بھی صامت اور ناطق مدینۃ العلم کا باب بھی ناطق۔ اور ناطق کا مرتبہ صامت سے یقیناً زیادہ ہے چنانچہ بعض روایات میں یہ ارشاد اسطرح بھی آیا ہے کہ جو کچھ بائے بسم اللہ کے نقطہ میں ہے۔ اس سے ستر گنا زیادہ علی کے دل میں موجود ہے

نتیجہ

یہ کہ قرآن کو اُس کے اہل سے سیکھنا چاہئے۔ اور جو کچھ قرآن کریم کے معانی و مطالب اہلبیت علیہم السلام نے بتلائے ہیں اُنپر عامل ہونا چاہئے۔ اگر اس پر تمام اہل اسلام متفق ہوکر حضرات اہلبیت کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بتلائے ہوئے معانی پر عمل فرمائینگے تو امید کیجاتی ہے کہ اسلام کی تمام تفرقہ بندی مٹ کر شرق سے غرب تک اور جنوب سے شمال تک۔ ایک اور صرف ایک مذہب اسلام ہوگا اور کوئی مناقشہ باقی نہیں رہیگا وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلَاغُ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(از قلم جناب سید زین العابدین صاحب دام مجدہٗ اسسٹنٹ ماسٹر ضلع فرخ آباد)

یا علیُّ اَنتَ مِنّی بِمَنزِلَۃِ ھارُونَ مِن مُوسیٰ

(گذشتہ سے پیوستہ)

بعض لوگ اپنی کم لیاقتی کے سبب یہ اعتراض کریں گے کہ یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ آیت خاص جناب امیر علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی تو اس لیئے ان کے اطمینان کیلئے ان کے سُنی مولوی علامہ سیوطی کے تفسیر در منثور جلد ۲ صفحہ ۲۹۸ سے یہ عبارت نقل کی جاتی ہے "وَاَخرَجَ ابنُ اَبی حَاتِم وَابنُ مَردَوَیہ وَابنُ عساکر عَن اَبی سَعِید الخُدرِیِّ قَالَ نَزَلَت ھٰذِہِ الآیَۃُ یَا اَیُّھَا الرَّسُولُ بَلِّغ مَا اُنزِلَ اِلَیکَ مِن رَّبِّکَ عَلیٰ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم یَومَ غَدِیرِ خُمٍّ فی عَلِیِّ ابنِ اَبی طَالِب وَاَخرَجَ ابنُ مَردَوَیہ عَن ابنِ مَسعُودٍ قَالَ کُنَّا نَقرَءُ عَلیٰ عَھدِ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَا اَیُّھَا الرَّسُولُ بَلِّغ مَا اُنزِلَ اِلَیکَ مِن رَّبِّکَ اِنَّ عَلِیًّا مَولَی المُومِنِین۔ وَاِن لَّم تَفعَل فَمَا بَلَّغتَ رِسَالَتَہٗ وَاللّٰہُ یَعصِمُکَ مِنَ النَّاس۔ اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ یہ آیہ بروز غدیر خم حضرت علی علیہ السلام کے شان میں نازل ہوئی اور ابن مردویہ کہتے ہیں کہ ہم اس آیہ کو اس طرح کہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین۔ یعنی اے رسول پہنچا دو اس چیز کو جو کہ تمہارے رب کی طرف سے نازل کی گئی کہ علی مولیٰ مومنین کے ہیں۔ جس وقت یہ نازل ہوا آپ فوراً منبر پر تشریف لیجا کر بعد حمد و ثنائے باری تعالیٰ ارشاد فرمایا کہ میں جس کا مولا ہوں اسکا علی بھی مولا ہے اس واقعہ کو ہم کتاب ینابیع المودۃ مطبوعہ قسطنطنیہ صفحہ ۱۱۵ سطر ۱۳ سے عربی عبارت کا ترجمہ نقل کرتے ہیں "حضور ختمی نبوت صلعم نے فرمایا لوگو کیا تم جانتے ہو کہ خدائے تعالیٰ میرا مولا ہے اور میں مومنوں کا مولا ہوں اور ان کے نفس پر ان سے زیادہ اولیٰ ہوں۔ سب حاضرین نے کہا ہاں یا رسول اللہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پس پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی ابن طالب بھی مولا ہے۔ اس وقت سلمان فارسی کھڑے ہو گئے اور کہا یا رسول اللہ صلعم ولائے علی سے کیا مراد ہے؟ پیغمبر صلعم نے فرمایا علی کی ولایت سے مراد وہی ہے۔ جو میری ولایت سے مراد ہے جس کے نفس پر اس سے زیادہ میں اولیٰ ہوں۔ علی بھی اس کے نفس پر زیادہ اولیٰ ہے اس وقت آیہ اکملت لکم دینکم نازل ہوئی۔ یعنی خدا نے فرمایا کہ آج میں نے تمہارے دین کو کامل کیا اور تم پر تمام نعمتوں کو پورا کر دیا اور دین اسلام کو میں نے تمہارے لئے پسند کیا۔ اس آیت کے نازل ہونے پر پیغمبر صلعم نے اکمال دین اور اتمام نعمت اور اپنی رسالت و ولایت علی پر خدا کے اسلام پر راضی ہو جانے پر شکریہ ادا کیا۔ اس وقت لوگوں نے کہا یہ آیتیں خاص علی کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔ فرمایا ہاں علی کی شان میں تو ہیں ہی۔ بلکہ ان لوگوں کی شان میں بھی ہیں جو قیامت تک میرے وصی

آنے والے ہیں۔ لوگوں نے کہا ہمارے لئے انہیں واضح طور پر بیان فرما دیجئے فرمایا وہ میرے اوصیا علیؑ میرا بھائی میرا وارث میرا وصی اور میرے بعد ہر مومن کا ولی ہے۔ ان کے بعد میرا بیٹا امام حسنؑ ہے اور ان کے بعد امام حسین علیہ السلام ان کے بعد نو بیٹے اولاد حسینؑ سے ہوں گے کہ قرآن ان کے ساتھ ہوگا اور وہ قرآن کیساتھ ہونگے یہ میرے بارہ وصی قرآن سے جدا نہ ہونگے اور نہ قرآن ان سے جدا ہوگا۔ یہاں تک کہ یہ دونوں حوض کوثر پر میرے پاس پہنچ جائیں گے اور پھر اسی کتاب کے صد ۴۵ ھ مطبوعہ قسطنطنیہ میں ابن عباس سے مروی ہے۔ سمعت رسول اللہ صلعم یقول انا وعلیؑ والحسنؑ والحسینؑ و تسعۃ من ولد الحسینؑ مطہرون معصومون یعنی میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا ہے۔ کہ آپ فرماتے تھے کہ میں اور علیؑ و حسنؑ اور حسین علیہم السلام کے نو فرزند مطہر اور معصوم ہیں۔

جس وقت جناب رسالت مآب صلعم نے یہ بات ارشاد فرمائی تو بعض لوگوں کو ولایت جناب امیرؑ ناگوار گذری جیسا کہ ہم کتاب ارجح المطالب باب چوتھا صـ ۵۶۹ مصنفہ مولوی عبید اللہ سُنّی امرتسری سے نقل کرتے ہیں " امام ابو اسحاق ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ سفیان بن عینیہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی شخص نے سوال کیا کہ آیت سال سائل بعذاب واقع کس کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ سفیان بن عینیہ سائل سے کہنے لگے کہ تو مجھ سے ایک ایسا مسئلہ پوچھتا ہے۔ کہ تجھ سے پہلے مجھ سے کسی نے نہیں پوچھا۔ مجھ سے جناب امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام روایتاً اپنے آبائے کرام سے بیان فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غدیر خم کے مقام پر پہنچے اور لوگوں کو جمع کر کے سب کے سامنے جناب امیر علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا جس کا میں مولا ہوں اس کا علیؑ مولا ہے۔ اور یہ بات سب لوگوں میں اور تمام جگہ مشہور ہو گئی۔ یہ خبر حارث بن نعمان الفہری کو معلوم ہوئی وہ اپنے ناقہ پر سوار ہو کر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوا اور اپنے ناقہ کو بٹھا کر اور اتر کر اور خدمت میں پہنچ کر کہنے لگا یا رسول اللہ آپ نے ہم کو حکم دیا کہ ہم اس بات کی گواہی دیں کہ سوا خدا کے کوئی معبود نہیں۔ اور بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ ہمنے آپ کا یہ حکم مان لیا۔ پھر ہمکو آپ نے پانچ وقت کی نماز کا حکم دیا وہ بھی ہم نے آپ کا حکم قبول کیا پھر آپ نے ہمکو زکوٰۃ دینے کے لئے ارشاد کیا وہ بھی ہم آپ کا حکم بجا لائے۔ پھر آپ نے ہمکو روزہ رکھنے کے واسطے کہا وہ بھی آپ کا فرمان ہم نے قبول کیا پھر آپنے ہمکو حج کرنیکا ارشاد کیا۔ ہم اس کو بھی مان گئے اس پر بھی آپ راضی نہ ہوئے اور اپنے ابن عم کا بازو پکڑ کر اٹھایا اور ان کو ہم پر فضیلت عطا کی اور فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں پس علیؑ اس کا مولا ہے۔ یہ بات حضور اپنی طرف سے کہتے ہیں یا خدا کی طرف سے حضرت نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے سواء کوئی معبود برحق نہیں ہے۔ یہ بات خدا کی طرف سے ہے۔ پس حارث یہ کہتا ہوا اپنے ناقہ کی طرف لوٹا اے خدا اگر جو کچھ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان فرماتے ہیں سچ ہے تو (معاذ اللہ) ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہمیں عذاب دردناک پہنچا وہ اپنے ناقہ کی طرف لوٹا مگر ابھی اس تک پہنچا بھی نہ تھا کہ خدائے تعالےٰ نے اس پر ایک پتھر پھینکا جو اس کے سر پر لگا اور دبر کی راہ سے نکل گیا۔ پس خدائے تعالیٰ نے یہ آیت

نازل فرمائی۔ سأل سائل بعذاب واقع للکافرین لیس لہ دافع من اللہ ذی المعارج ۔ ۹۲
یعنی مانگا ایک مانگنے والے نے عذاب کو کہ کافروں کے لئے ہونے والا ہے عذاب اللہ کی طرف سے جو ہے صاحب سیڑھیوں کا"

اس کے بعد جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کے سر پر دستار باندھی اور ایک خیمہ میں بھیجکر لوگوں کو حکم دیا کہ جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں جا کر آپ کو اس ولایت کی مبارکباد دیں۔ جیسا کہ ہم کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۶۰ سے نقل کرتے ہیں "جناب علیؑ فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ نے غدیر خم کے دن دستار باندھی اور اس کا طرہ (شملہ) پیچھے لٹکایا تھا اور حدیث میں ایک لفظ یہ ہے کہ عمامہ کے دونوں شملے میرے کاندھوں پر لٹکائے تھے" اور کتاب معارج النبوۃ رکن چہارم صفحہ ۲۱۸ میں منقول ہے "اور وہ اندکہ بیشتر اصحاب تا بحدیکہ امہات مومنین رضی اللہ عنہن وعنہم امیر المومنین علی را رضی اللہ عنہ دریں امر تہنیت بجائے اوردند امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ گفت اے علی بامداد کردی و مولائے من و مولائے مومنین و مومنات شدی" اور اسی طرح روضۃ الصفا میں ہے کہ "چوں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در غدیر خم حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ درشان امیر المومنین علیہ السلام فرمود لیس فرود آمد و در خیمہ خاص خود بنشست و فرمود کہ امیر المومنین علیؑ در خیمہ دیگر بہ نشیند بعد ازاں طبقات خلائق را فرمود تا بخیمہ علی رضی اللہ رفتند و زبان تہنیت علیؑ کشادند چوں مردم ازیں امر فارغ شدند امہات مومنین بفرمودن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نزد علی رفتند و او را تہنیت دادند و از جملہ اصحاب امیر المومنین عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ گفت خوشا حال تو اے علی کہ صباح کردی مولائے جمیع مومنین و مومنات"

اس اہتمام سے تو ایک معمولی عقل والا آدمی سمجھ سکتا ہے کہ اگر خلافت امیر نہیں تو اور کیا ہو سکتا ہے۔ لیکن اہلسنت اب لفظ مولا پر بحث کرتے ہیں کہ مولا کے معنی صرف دوست کے ہیں اور امام کے نہیں تو لیجئے میں حضرت علیؑ کی زبان سے آپ کو دکھاتا ہوں کہ اس حدیث غدیر خم میں مولا کے معنی امام کے ہیں یہ شعر دیوان علیؑ سے نقل کیا جاتا ہے

لذالک اقامنی لھم اماما ٭ واخبرھم بغدیر خم

آنحضرت نے مجھ کو امام مقرر کیا اور اس کی خبر بروز خم غدیر دیدی۔

اس کے علاوہ تاریخ ابو الفدا و سیر المحمدیہ میں یہ اشعار اور ملاحظہ فرمالیں۔

واوجب لی ولایتہ علیکم ٭ رسول اللہ یوم غدیر خم

اور رسول اللہ نے بروز خم غدیر میری ولایت سبھوں پر واجب کردی۔

واوصانی النبیؐ علی اختیار ٭ لامتہ رضا منکم بحکمی

اور نبیؐ نے اپنی امت کو میرے مختار بنانے کی اپنے حکم و رضامندی سے وصیت فرمائی۔

الا من شاء فلیؤمن بھذا ٭ والا فلیمت کمدا لغم

خبردار ہو جاؤ جو چاہے میرے وصی و مختار ہونے پر ایمان لائے اور جو کوئی ایمان نہ لائیگا وہ روسیاہی

کے ساتھ ہلاک ہوگا۔

بعض متعصب سُنّی یہ کہنے لگتے ہیں کہ اچھا یوں ہی سہی کہ غدیر خم میں جناب رسالت مآب صلعم نے جناب امیر علیہ السلام کو خلیفہ و امام مقرر کردیا تو پھر کیوں لوگوں نے انہیں خلافت نہ دی اور سب کے سب گمراہ ہو گئے۔ اور چونکہ سب کے سب کیسے گمراہ ہو سکتے ہیں؟ اس لئے حدیث غدیر سے صرف محبت ہی کے معنی سمجھے جانے چاہئیں۔ اب میں ان لوگوں کو یہ جواب دیتا ہوں کہ جس طرح سے حضرت ہارون علیہ السلام سے لوگوں نے مخالفت کی اور بچھڑے کی پوجا کی۔ حالانکہ حضرت ہارون علیہ السلام بچھڑے کی پوجا سے منع کرتے رہے لیکن کسی نے نہ مانا یہ سب کے سب کیسے گمراہ ہو گئے۔ کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیم نے ان میں کچھ اثر نہ کیا؟ یہی تو سبب تھا کہ حضرت نے فرمایا یا علیؑ انت منّی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ اس سے یہی مُراد تھی کہ لوگ میرے بعد تیری مخالفت کریں گے اور تیرے کہنے کو نہ مانیں گے پھر اس کے علاوہ حضرت صلعم نے یہ بھی تو فرمایا ہے کہ جب میری روح حلق تک پہنچے گی تو لوگ فتنہ و فساد پر آمادہ ہو جائیں گے ایک دوسرے کی طرح برا لیسے اور سمجھنا چاہئے۔ آپ نے یہ فرمایا کہ میرے بعد میری اُمّت تہتّر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ اور ان میں سے صرف ایک فرقہ داخل بہشت ہوگا اور باقی داخل نار اگر اسی حساب سے شمار کیا جاتا ہے تو حضرت امیرؑ کے ساتھی اس وقت کے مسلمانوں کی تعداد میں سے صرف تہتّرواں حصّہ باقی رہتی ہیں۔ کیونکہ جملہ بنی ہاشم اور چند صحابہ کرام مانند سلمان فارسی و عمار یاسر و ابوذر غفاری وغیرہ رضی اللہ عنہم نے بیعت ابوبکر سے انکار کیا اور متابعت جناب امیر علیہ السلام کی اور اگر غور سے دیکھا جاتا ہے تو ابوبکر کی بیعت کسی نے برضا و رغبت نہیں کی بلکہ زبردستی اُن لوگوں سے بیعت لی گئی اہل حضر موت و یمن و بصرہ وغیرہ نے ابوبکر کی بیعت سے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ اگر اہلبیت رسالت میں سے کوئی خلیفہ ہو تو ہم ماننے کے لئے تیار ہیں اور ان کو ابوبکر نے بزور تلوار اپنے قبضہ میں کر دیا۔ بعضوں نے کہا کہ یہ بڈھا سست رائے ہم پر حکومت کرنے کے لائق نہیں اور یہ سب زبردستی بیعت ابوبکر میں لائے گئے۔ یہ سب واقعات، تواریخ اعثم کوفی وغیرہ میں ملاحظہ فرمائیے۔

میں کہتا ہوں کہ ابوبکر و عمر نے عذر نہیں کیا اور حکم رسالتمآب صلعم کے توڑنے میں دلیری کی۔ کیوں کہ جناب رسُول خدا صلعم نے ابوبکر و عمر و عثمان کو اسامہ بن زید کی ماتحتی میں دیکر ان پر سے امیر مقرر کیا۔ اور ہمیشہ کے لئے ان پر اس کی امارت واجب فرما دی۔ کیونکہ اس کے بعد اس حکم ناسخ کی کوئی حدیث دوسری نہیں۔ ای اسامہ کی ماتحتی میں رہنا چاہئے تھا نہ کہ وہ خود دوسروں پر امیر بنتے۔

امام غزالی بھی اس کے قائل ہیں کہ عمر وغیرہ نے دنیا طلبی کی وجہ سے فرمان رسول صلعم کی مخالفت کی جیسا کہ وہ کتاب سر العالمین مطبوعہ بمبئی صہ۹ میں تحریر فرماتے ہیں "جناب رسالت مآب صلعم نے غدیر خم کے دن حضرت علی علیہ السلام کے حق میں من کنت مولاہ الخ فرمایا اور حضرت عمر بن الخطاب نے کہا اے ابو الحسن آپ کو مبارک مبارک آپ ضرور میرے اور ہر مومن و مومنہ کے سردار بن گئے (امام غزالی صاحب فرماتے ہیں :) یہ حضرت عمر کا مان لینا ہے اور رضامندی ظاہر کرنا ہے۔ اور فیصلہ کے لئے سردار تسلیم کر لینا

ہے۔ مگر اس کے بعد سرداری کی حرص اور شوق غالب ہوگیا اور ستون خلافت کے اُٹھانے اور علمہائے بزرگ کے ہار بنانے اور گاڑنے اور علموں کی حرکتوں کی آوازوں کی حرص کی زیادتی اور گھوڑوں کے فراہمی اور نشانوں کی فتح ان سب امور نے ان لوگوں کو حرص کا ایسا پیالہ پلایا کہ وہ اپنی پہلی مخالفت کی طرف پلٹ گئے۔ اور نبی صلعم کے حکم من کنت مولاہ کو پس پشت پھینک دیا اور اس مخالفت کی عوض میں بہت تھوڑی قیمت اور معمولی زر بدل وصول کیا پس انہوں نے بہت بُرا سودا کیا۔"

صلوٰۃ بترا

(از جناب میر ناصر علی صاحب ریٹائرڈ تحصیلدار برٹش گورنمنٹ ساکن ویلور)

اسوقت رسالہ الحافظ بابت ماہ اپریل ۱۹۲۶ء ہمارے پیش نظر ہے۔ اس میں ایک مضمون بہ عنوان بالا شائع ہوا ہے جس کا ذیل میں حسب ضرورت اقتباس کر کے ہم اس عالم اہلسُنت پر چند سوالات وارد کرتے ہیں۔ جس نے اپنی طبیعت کے زور سے آیہ شریفہ اِنَّ اللّٰہ وملائکتہ یصلون علی النبی کی نامعقول تاویل کی ہے۔

اقتباس الحافظ

"رسالہ صلوات الصالحین دہلی کا نمبر ۲ جلد ۲ بابت ماہ فروری ۱۹۲۶ء اس وقت ہمارے پیش نظر ہے جس کے مضمون مساوات امام بافضل المرسلین امام کے ضمن میں صہ۲ پر فاضل ایڈیٹر صاحب نے ایک عالم اہلسُنت پر اعتراض اور ان کا جواب لکھا ہے۔

میں نے ایک عالم اہلسُنت پر یہ اعتراض کیا کہ آپ کی صحاح ستہ بلکہ جملہ کتب فقہ و احادیث و رجال و سیر و تاریخ و تفاسیر وغیرہ صلوات بترا سے بھری پڑی ہے یعنی صلی اللہ علیہ وسلم ہے آل کا لفظ نہیں ہے حالانکہ تمہاری ہی کتب میں یہ بھی درج ہے کہ صلوٰۃ بتری کو رسُولؐ نے بتاکید منع فرمایا ہے۔ پھر اس کا عمل تمہارے پاس کیوں نہیں۔ ان عالم صاحب نے فرمایا کہ جب آیہ یصلون علی النبی نازل ہوئی تو بعض صحابہ نے حضور سے عرض کیا کہ آپ پر درود کیونکر بھیجا چاہیئے۔ چونکہ اوائل اسلام کا زمانہ تھا اکثر لوگ درجات پیغمبر و امام سے بے حد نا واقف تھے۔ اس لئے رسول اللہؐ نے صلوات میں لفظ آل کی شرکت اور اظہار کی تعلیم فرمائی اور چونکہ آپ صاحب وما ینطق عن الھویٰ ہیں۔ اس لئے یقین ہے کہ رسول اللہ کی یہ تعلیم خدا کی مرضی کے مطابق ہوگی جو باوجود آیت میں آل کا لفظ نہیں ہونے پر آپ نے لفظ آل کی شرکت کا حکم دیا۔ چونکہ اب اسلام پرانا اور علماء اس بھید سے واقف ہوگئے۔ اس لئے اب لفظ آل کے اضافہ کی ضرورت باقی نہیں رہی اور یقین کرلیا گیا کہ اللھم صل علی محمد کہنے سے آل محمد شریک اور اس کا ثواب ملجاتا ہے۔ بلکہ جو لوگ اللھم صل علی محمد کیساتھ آل محمد کہتے ہیں۔ وہ محمد و آل محمد کو جدا جدا جانتے ہیں۔ اس لئے وہ ہمارے نزدیک جاہل و گنہگار ہیں۔" عالم صاحب نے چالاکی کیسا تھ

دماغ سوزی بھی کی ہے۔ اس تاویل کا روز محشر خدا اور رسول سے معقول اجر پاویں گے۔ اب ہمارے سوالات کی طرف بھی توجہ فرما کر زور طبیعت دکھائیں۔

(۱) آپ کی تقریر و تاویل سے یہ ثابت ہے کہ جو لوگ آل کو شریک درود نہیں کرتے۔ ان کا یہ اعتقاد ہے کہ نبی اور آل نبی میں اتحاد معنوی اور وحدت عینی ہے۔ جو محمد ہیں وہی ان کی آل ہے۔ اور جو آل محمد ہیں وہی محمد مصطفیٰ ہیں۔ دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ اب اس اعتقاد سے ایک انچ بھی آپ کو ادھر یا اودھر ہونے نہیں دیں گے۔

(۲) اس اعتقاد سے یہ نتیجہ نکلا کہ جتنے مسلمان صحابی یا غیر صحابی رسول اللہ کی نبوت و رسالت پر ایمان لائے اور تا قیامت لاتے جائیں گے۔ اس میں رسول اللہ کیساتھ ان کی آل کی شرکت بھی متصور ہوگی۔ یعنی جیسے حضرت رسول کو خدا کے سچے رسول اور برحق نبی ہونے کا دل سے اقرار کرکے اُن پر ایمان لائے۔ وہی ایمان ان کا آل رسول کیساتھ بھی تھا۔ اور جس جس نے زمانہ حیات رسول میں انکے ہاتھ پر بیعت کی اُنہوں نے وہ ضمناً یا حقیقتاً ان کی آل کی بھی بیعت کی تھی۔ اس کا عکس بھی باعتبار وحدت عینی مسلمہ صحیح ہو سکتا ہے۔ یعنی جو کوئی آل رسول پر ایمان لائے اور اُن کے ہاتھ پر بیعت کرے وہی رسول پر ایمان اور ان کے ہاتھ پر بیعت قرار پائے گی اِنَّ الَّذِینَ یبایعونک اِنَّمَا یبایعون اللّٰہ ید اللّٰہ فوق ایدیھم خلاصہ یہ کہ آل رسول کا مومن اعتبار عینیت مسلمہ خود رسول کا مومن اور آل رسول کا منکر خود رسول کا منکر کافر مطلق قرار پائیگا۔ عالم صاحب کیا آپ کا یہی پختہ اعتقاد ہے۔ اس صورت میں جس جس نے حضرت علی علیہ السلام سے نکث بیعت کی گویا حضرت رسول کی بیعت کے ناکث ہوئے۔ عالم صاحب اور آگے قدم رنجہ فرمائیے۔

(۳) اسی عینیت مسلمہ کی بنا پر بعد وفات رسول خدا آل رسول کا وجود دنیا میں عین رسول کا وجود سمجھا جائے گا۔ اور جب رسول موجود مانے گئے تو چونکہ موجود پیغمبر کی خلافت عقلاً و عرفاً ہو نہیں سکتا۔ تو پھر اجماع سقیفہ۔ خلافت ابی بکر و عمر و عثمان سب باطل اور ایک حضرت علی علیہ السلام کی جو مسلمہ عینیت کے اعتبار سے بنص انفسنا عین نفس رسول تھے۔ خلافت صحیح اور خلافت حقہ اور شیعوں کے حسب اعتقاد خلافت بلافصل مانی جائے گی جاء الحق وزھق الباطل اسی سے مراد ہے عالم صاحب اور آگے تشریف لائیے۔

(۴) جب یہ سمجھ لیا گیا کہ حیات رسول میں کسی غیر رسول کی خلافت ہو نہیں سکتی۔ ساتھ ہی کیا یہ سمجھا جائے گا کہ جن لوگوں نے غاصبانہ طریق سے رسول کے نائب بن بیٹھ کے آل رسول سے بیعت طلب کی ہو۔ گو یا خود رسول کو جبراً ان کی مسند سے اتارا اور ان سے بیعت کے طالب ہوئے۔ پس جس نے رسول کے ساتھ یہ معاملہ کیا وہ مرتد اور کافر اور قابل قتل قرار نہ پائیگا۔ خدا کے پاس بھی کیا اس کی نیابت خدا کے پاس مقبول ہوگی دیکھئے عالم صاحب خود آپ کی تاویل سے بھی قرآن مجید آل رسول کی حقانیت اور حق پرستی کی روشنی کے دریا بہا رہا ہے۔

(۵) فدک کے متعلق جناب سیدہ علیہا الصلوٰۃ کا اولاًہبہ کے سند سے اور ابعدہٗ میراث کی حقیت سے ابوبکر کے پاس دعویٰ پیش کرنا۔ اور صاحب موصوف کا باوجود خطاب صدیقیت جس کو ان کے معتقدین نے ان کے زیب سر کیا ہے۔ ایک جھوٹی حدیث کی بناء پر جو خود انہیں کے موضوعات سے تھی۔ اس معصومہ کے دعوے کو مسترد کردینا یہ سب جھگڑے ہم نہیں باندھ لیتے۔ کیوں کہ عینیت مسلمہ کے مقابل یہ جھگڑا فضول اور ہیچ ہوجاتا ہے۔ اس لئے کہ جب جناب سیدہ رسُول اللہ کی آل ہونے کی وجہ سے عین نفس رسول مان لیا گئیں پس جس حیثیت سے رسول مالک فدک تھے۔ عین اسی حیثیت سے جناب سیدہؑ کی ملکیت فدک کیمنعا ہی تھی۔ بلکہ جناب سیدہ ہی پر کیا موقوف ہے جناب امیرؑ اور حسنینؑ بھی اسی عینیت کے اعتبار سے ایسے ہی مالک فدک کے تھے۔ جیسے خود رسُول تھے۔ ان میں کسی طرح کی تفرلق ممکن نہیں۔ پس جس امتی نے رسُول کے ذاتی مال پر جابرانہ قبضہ کرلیا اور رسُول کو اس کے تصرف سے خارج کردیا۔ کیا وہ عرفاً اور قانوناً چور اور ڈاکو اور شرعاً نا مسُلمان اور بیدین متصور نہ ہوگا۔

(۶) اس سے زیادہ تفصیل کی ہم ضرورت نہیں دیکھتے مگر اجمالاً اتنا لکھدینا کافی سمجھتے ہیں کہ اسی بناء پر جو جو افعال و مظالم اکابر صحابہ جیسے حضرات ابی بکر و عمر سے آل رسُول کے نفوس پاک پر صادر ہوئے۔ جیسے اندرون خانہ ان کی موجودگی میں ان کا خانہ مطہر ہم رتبہ کعبہ کو جلانے کے لئے آگ لے جانا۔ گھر پر یورش اور شور و غوغا کرنا۔ بے اذن گھر میں فساد کی راہ سے گھس پڑنا۔ اور آل کو باہر کھینچ لانا۔ ان سے جنگ جمل اور صفین کی لڑائیاں کرنا۔ کسی کو زہر دغا سے کسی کو تین روز کا بھوکا پیاسا گنا ر دریا شہید کرنا۔ (ہیچ کافر نہ کند آنچہ مسُلمان کردند) اب سب مظالم کا وقوع باعتبار عینیت مسلّمہ رسُول اللہ کے نفس نفیس پر ہی سمجھا جائیگا پس جن اصحاب نے اسطرح کے ظلم و ستم اپنے رسُول کی ذات پر کئے ہوں کیا وہ کافر نہ ٹھہریں گے۔ اب عالم صاحب یا تو درُود میں موافق تاکید رسُول اللھم صلی علی محمد کیساتھ وآل محمد شریک کرکے علانیہ اس کو پڑھا کریں اور صلوات تبرا مطلق ترک کریں۔ یا دشمنان آل رسول کیساتھ عینیت مذکور مدنظر رکھکر اس سلوک سے پیش آئیں جیسے حضرت کے دشمنوں ابی جہل اور ابی لہب سے پیش آیا کرتے ہیں۔ ہم عالم صاحب کو یقین دلاتے ہیں کہ عداوت میں آل نبی کی نسبت ان کے دشمن ابی جہل اور ابی لہب سے بدتر تھے۔ گو بعض اکابر صحابہ ہی ہوں۔

(۷) جناب عالم صاحب کا یہ قول کہ اوائل اسلام کے زمانہ میں اکثر لوگ درجات پیغمبر و امام سے بے حد ناواقف تھے۔ اس لئے صلوات میں رسُول اللہ نے آل کی شرکت اور اظہار کی تعلیم فرمائی۔ ایک حد تک ہم مانتے ہیں یہی ناواقفیت درجات تھی جس نے بعد رسُول آل رسول کے حقوق کے غصب کرنے اور ان پر بے انتہا ظلم و ستم برپا کرنے پر اُن کو آمادہ کردیا ورنہ اگر وہ درجات آل رسُول کے شناسا ہوتے تو کیوں ایسے افعال و گناہ کے مرتکب ہوتے۔ پس اس مقام پر تعجب کی بات یہی ہے کہ عالم صاحب سے نکتہ رس اور روشن خیال اور ان کے ہم مشرب ایسے ناواقف جہلا کو کیوں اپنے امام اور خلفائے رسُول بنائے ہوئے ہیں۔ نیز عالم صاحب کے اس فقرے سے کہ اکثر لوگ درجات پیغمبر اور امام میں فرق کرتے ہیں۔ اور اس بات

کے بھی قائل ہیں کہ حضرت رسول پیغمبر تھے اور اُن کی آل امام. دوسرا کوئی ان کے سوا امام نہ تھا۔ اور حیات پیغمبر کے وقت سے آل پیغمبر امام تھے. جب ہی تو ان کے مراتب و درجات کے اظہار کیلئے بحکم خدا رسول اللہ نے درود میں ان کی نام کی شرکت اور اظہار کی تاکید فرمائی۔ پس لازم تھا کہ اصحاب رسول کو ان ائمہ کی پوری معرفت حاصل رہے اور جب بعد رسول وہ لوگ انہیں ائمہ سے طالب بیعت ہوئے تو ثابت ہوا کہ ان کی امامت اور ان کے درجات کو انہوں نے بالکل ہی پہچانا نہ تھا۔ پس اس صورت میں حدیث من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاھلیۃ کے مطابق ان سب اصحاب کی موت جاہلیت کی موت ٹھہری وہ ہرگز دنیا سے مسلمان نہیں گئے۔

(۸) نیز عالم صاحب کا یہ کہنا کہ چونکہ اب اسلام پرانا اور علماء اس بھید سے واقف ہو گئے۔ اس لئے اب لفظ آل کی اضافہ کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ دین اسلام میں ایک بڑی اصلاح کا مورث ہو سکتا ہے۔ عالم صاحب قائل ہیں کہ جب کسی بھید سے متعلق اعمال دین واقفیت حاصل ہو گئی. پھر اس عمل کا آشکارا بجالانا فضول اور بیکار بلکہ گناہ ہے آجکل دنیا میں بچہ بچہ جانتا ہے۔ کہ نیند سے نماز بہتر ہے۔ پس الصلوٰۃ خیر من النوم کے الفاظ کو جو صرف حضرت عمر کو نیند سے جگانے کے لئے پکارے جانے پر انہوں نے آذان صبح میں اضافہ کروا دیا۔ اور جو اس تاریخ سے آج تک بھی برابر پکارے جارہے ہیں۔ اب بیکار اور اضافہ سمجھ کر آج سے عالم صاحب اذان سے خارج کروا دینگے کہ عیاں راچہ بیان۔

(۹) اہل السنن کے ائمہ اربعہ سے ہر ایک امام نے تشہد نماز پنجگانہ میں محمد و آل محمد پر درود پڑھنا جاری رکھا ہے۔ اور یہ درود اس طرح سے پڑھا جاتا ہے اللھم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید اللھم بارک علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد کما بارکت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید دیکھئے کس قدر وضاحت کیساتھ آل محمد و آل ابراہیم پر جُدا جُدا درود بھیجا جاتا ہے۔ چونکہ حسب تفسیر عالم صاحب آل محمد کو درود میں شریک کرنا معصیت ہے ظاہر ہے جتنی بھی نمازیں اہل السنن کی آج تک ادا ہوئیں سب سراسر معصیت تھیں اور معصیت پر ختم ہوتی تھیں۔ اب عالم صاحب پر فرض ہے کہ اعلان کرکے اس درود کو تشہد سے خارج کردیں۔ اور امام شافعی پر تکفیر کا یا کم از کم مفضل امت رسول اور ناقابل اتباع ہونیکا فتویٰ جاری کریں جنہوں نے آل رسول کی شان میں یہ رباعی نظم کی ہے۔

یا اھل بیت رسول اللہ حبکم ❊ فرض من اللہ فی القرآن انزلہ

کفاکم من عظیم القدر انکم ❊ من لم یصل علیکم فلا صلوٰۃ لہ

ترجمہ۔ اے اہلبیت رسول اللہ (یعنی اے آل رسول) آپ لوگوں کی محبت کو خدا نے سارے مخلوقات پر اپنے قرآن میں فرض قرار دیا ہے۔ یہی ایک بات تمہارے مراتب ارفع کی عظمت کے ثبوت میں کافی ہے کہ آپ بزرگواروں پر درود بھیجے بغیر کسی کی نماز صحیح نہیں ہوتی۔ خیر ہم نے اتنا کچھ سمجھایا ہے۔ کیا اس

بات کی توقع ہوسکتی ہے کہ عالم صاحب اوران کے ہم مشرب اہل سُنّت اس حبلی کینہ کو جوان کے دلوں میں آل نبی کی نسبت بوجہ پیروی ثلاثہ اس طرح پوشیدہ ہے جیسے سنگ کے اندر آتش اپنے دلوں سے باہر نکال کر پیروی ولائے آل رسول علیہم الصلوٰۃ والسلام کی صراط مستقیم اختیار کریں گے (دیدہ باید)
لھم قلوبٌ لایفقھون بھا ولھم اعینٌ لایبصرون بھا ولھم آذان لایسمعون بھا اولٰئک کالانعام بل ھم اضل اولٰئک ھم الغافلون ط

"خبر مسرت انژ و مبارکبادی"

سادات اور مومنین میں یہ خبر بڑی خوشی اور مسرت سے سُنی جائے گی۔ کہ خدا کے فضل واحسان سے جناب آقا السید محمد رضی صاحب رضوی سلمہ ربہ فرزند دلبند سرکار شریعتمدار قبلہ وکعبہ حضرت علامہ حائری صاحب مجتہد العصر والزمان دامت برکاتہم کی شادی خانہ آبادی مؤرخہ ۱۵ ماہ ذیحجۃ الحرام ۱۳۵۵ھ اپنے ہی خاندان جلیل الشان میں ہونی قرار پائی ہے۔ جو پابندی مراسم شرعیہ کے لحاظ سے سادات و مومنین کے لئے ہر طرح اسوہ حسنہ حاصل کرنے کی عملی تعلیم ہوگی۔

الحافظ جملہ سادات و مومنین خصوصاً بے شمار مقلدین حضور قبلہ کعبہ طرف سے سرکار علامہ صاحب قبلہ کی خدمت میں کمال سرور و مسرت اور ابتہاج سے ہدیہ تہنیت اور مبارکباد پیش کرتا ہے اور دست بدعا ہے کہ خدا تعالیٰ عزوجل بتصدق محمد وآل محمد علیہم السلام اس تقریب کو مبارک کرے آمین۔ مناسب ہوگا کہ مخلصین اپنے اپنے عقیدت وخیال کے مطابق فارسی اور اردو میں "سہرا" کہکر جناب قبلہ و کعبہ کی خدمت میں قبل از وقت بہت جلد بھیجدیویں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ احباب کی طرف سے جسقدر بھی سہرے وصول ہونگے جلسہ نکاح خوانی میں موقع ولیمہ مسنونہ بموجودگی سرکار علامہ صاحب دام ظلہ العالی پڑھکر سنانیکے بعد سب کو پمفلٹ کیصورت میں شایع کردیا جائے۔ **نوٹ:**۔ امید ہے کہ تاریخ مقررہ سے پیشتر سہرے سب وصول ہوجائینگے۔ اور ۱۲ یا ۱۴ کی مبارک تعداد سے زیادہ مصرعے نہ ہوں جا(مدیر)

وہابیان بنارس کے ایمان کی ارتھی جونپور کا مرگھٹ

جلا کے خاک نہ کردوں تو داغ نام نہیں۔

(از قلم بلاغت رقم جناب الحاج مولانا محمد اعجاز حسن صاحب بدایونی دام ظلہٗ)

کیوں مسلمانو! آپ نے شیعوں کی تہذیب و شرافت کا قرطاسی جنازہ بڑے بڑے ریشائیل وہابی ملانوں کے کندھوں پر دیکھا ہوگا جو بنارس سے چلا۔ جونپور میں اس کی تجہیز و تکفین اور لکھنؤ پاٹا نالہ کی مسجد میں اسپر نماز ہوئی گورکھپور میں اُس کی مٹی عزیز ہوگئی۔ خدا کا شکر ہے کہ وہ مزبلہ پر چیل کوؤں کے لئے نہیں چھوڑا گیا۔ گو ہمارے دشمنوں کے زعم ناقص میں ہماری تہذیب مُردہ ہوچکی لیکن ہماری غیرت و حمیت اور رگوں میں جوشیلا خون زندہ ہے۔ ناظرین ہم نے مدیر النجم صاحب اور ان کے جونپوری مُریدوں کی زبان بندی کے لئے پیشتر کچھ لکھا تھا جس کی وجہ سے پیر صاحب رُوپوش اور مریدین خاموش ہوگئے۔ مگر بنارسی خلافت مردہ سُوراج پرست جامہ سے باہر ہوگئے۔ روضہ رسُول کو صنم اکبر سمجھنے والے نفس رسُول کی شان میں گندہ دہنی کر بیٹھے۔ ان نابکاروں نے بندۂ زر کی طرفداری میں صالح المومنین حجۃ اللہ امام المتقین کی ہجرت و ایمان کامل پر حملہ جارحانہ کر کے قہر ذوالجلال اپنے سروں پر اُتارا۔ ہم بھی اپنی غیرت مذہبی زندہ رکھنے کے لئے ان ناہنجاروں کے ایمان کی ارتھی بناتے ہیں اور جونپوری پجاریوں کے پاس کریا کرم ہونے کے لئے اس کی لونڈ روانہ کرتے ہیں تاکہ اس نعش گندیدہ کے زہریلے جراثیم سے ہوائے عالم محفوظ رہے۔ بنارسی وہابیو اپنے ایمان کا احترام مدنظر رکھو سر پیٹتے ہوئے۔ سینہ چاک رام رام ستہ کے نعرے لگاتے ہوئے اس ارتھی کے ہمراہ چلو۔ ہم کو بے حد افسوس ہے کہ یہ قوم جفا پیشہ سعودی بندے شکوری چیلے ایسے پُر امن زمانہ میں رعایا پرور انصاف پسند برطانیہ کے عہد میں ایسی روح فرساد لگداز تحریریں شائع کرتے ہیں کہ باہمی فساد ہو۔ خانہ جنگی کے شعلے بھڑکیں سُنی شیعہ کا اتحاد ٹوٹے۔ لیکن انشاء اللہ ان کی مُراد پوری نہ ہوگی۔ ہم لوگ صابر ہیں تحمل سے کام لیں گے کیوں وہابیو ہم نے کونسا حملہ جارحانہ تم پر کیا تھا۔ جو تم نے خلیفۃ الرسول کی شان میں گستاخی کر کے اپنے ایمان کی ارتھی بنوائی۔ ناظرین ہم نے عبدالشکور صاحب کا مذہب دریافت کیا تھا۔ تاکہ ان کی دعوت مناظرہ قبول کی جاوے اور مذہبی حیثیت کے لحاظ سے اُن کے سامنے سوالات وارد کئے جائیں۔ تشخیص مذہب کی ضرورت اس لئے ہوئی تھی کہ ہم نے حضرات علمائے اہلسنت کا فتویٰ کفر مدیر النجم کے متعلق دیکھا تھا موصوف نے ہمارے مطالبہ کے موافق صفائی پیش نہیں فرمائی۔ ہاں آپ کے جونپوری مریدوں نے ہمارے سوال کے برخلاف غیر مقلدین اشخاص کی فہرست دکھادی کہ مدیر النجم حنفی عالم ہیں منصفوان سے کہدیجئے رہزنوں کی صفائی خونی ڈاکو کے حق میں مفید نہیں ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ فضول بھرتی بیکار ہے۔ ہاں ان حضرات کی تصدیق دکھاؤ جن کا فتویٰ ہے۔ ناظرین ہمارا مطالبہ ابھی تک مدیر النجم صاحب نے پورا نہیں کیا ہے اس پر لطیفہ یہ ہے کہ بنارسی وہابیوں نے چند سوال کسی مفتری کے بدعت کدہ سے چُرا کے ہمارے سامنے

دھر دیئے لیکن اُن میں سے چند سوال ایسے بے ہودہ ہیں کہ اُن کے جوابات اس شرط پر موقوف ہیں کہ بنارسی وہابڑے اپنا دشمن علی بن ابی طالب ہونا مشتہر کردیں۔ ہم بقیہ سوالات کی رو میں قلم اُٹھاتے ہیں۔

پہلا سوال۔ جناب امیرؑ کے عہد میں ایک جھونپڑا بھی فتح نہ ہوا۔ بلکہ شام نکلا مصر نکلا۔ مدینہ پر مروانیوں کا قبضہ ہوا۔ **الجواب**۔ وہابیو تم جھوٹے ہو یا تجاہل عارفانہ کرتے ہو۔ دیکھو شیر خدا نے جنگ جمل فتح کرکے بصرہ پر کامل قبضہ کیا۔ صفین کی لڑائیوں میں تمہارے خلیفہ کی حجامت بنوائی۔ نہروان میں تمہارے بزرگوں کے جھونپڑے جلائے۔ اور خارجیوں کو درک اسفل میں پہنچایا۔ سندھ پر آپ کی فوج ظفر موج گئی دیکھو تاریخ کامل۔ قزوین پر آپ کا لشکر کوہ پیکر گیا دیکھو روضۃ الصفا۔ ہاں اگر ہمارے مولا کو مار آستین چین سے بیٹھنے دیتے تو نہ معلوم کتنے ملک فتح کرتے۔ بدر۔ احد۔ احزاب۔ خیبر۔ حنین وغیرہ کے میدان آپ کی شجاعت کا لوہا مانے ہوئے ہیں۔ وہابیو! یہ تو بتاؤ کہ شام کا حاکم معاویہ کو کس نے بنایا تھا۔ محمد ابن ابی بکر کے قتل کا فرمان مصر میں کس نے بھیجا تھا۔ مروان کو باوجود ممانعت رسولؐ مدینہ میں بُلاکر قلمدان وزارت کس نے دیا تھا۔ ان کا جواب تمہارے سوال کے بقیہ حصّہ کا جواب ہے۔ **دوسرا سوال**۔ حضرات شیعہ قرآن موجود کو محرّف جانتے ہیں۔ نہ معلوم اس عقیدہ کو کس لئے چھپاتے ہیں۔ **الجواب**۔ ہمارا عقیدہ ہرگز پوشیدہ نہیں ہے اعتقادیہ صدوق علیہ الرحمہ دیکھو کہ قرآن مجید کمی اور زیادتی سے محفوظ ہے۔ اس کا تو کوئی علاج نہیں ہے۔ کہ النجم کی خونی چمک نے تمہاری بصارت و بصیرت پٹ کردی ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم　＊　چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

تیسرا سوال۔ جملہ محدثین ومفسرین قائل ہیں کہ قرآن موجود اصلی نہیں ہے۔ **الجواب**۔ جھوٹے پر خدا کی لعنت جتنی معتبر تفسیریں ہماری ہندوستان میں رائج ہیں ہر ایک تفسیر میں بذیل آیۂ انا لہ لحافظون دیکھ لو کہ قرآن موجود کمی اور زیادتی سے محفوظ ہے۔ ہمارے کسی محدث نے نہیں لکھا ہے کہ جتنا قرآن بصورت اعجاز نازل ہوا تھا۔ اس میں سے کچھ کم ہوگیا۔ مفترلو تم جھوٹ بولکر بندگان خدا کو دہوکا دیتے ہو۔ تمہارے دعوے کی سند النجم کے سوا اور کہیں نہیں ملتی ہے۔ وہابیو! تم زندگی بھر اس قرآن کا اصلی اور موافق تنزیل ہونا ثابت نہیں کر سکتے ہو۔ تمہاری کتابوں میں لکھا ہے کہ رسول اللہ کے عہد میں قرآن مرتب نہ تھا اور ایک جگہ جمع نہ تھا۔ دیکھو طعن اللسان اور فتح الباری پ ۲۰ ص ۲۰۳ حضرت ابوبکر نے زید بن ثابت سے قرآن لکھوایا تھا مگر اس میں آیتوں اور سُوروں کی ترتیب نہ تھی دیکھو فیض الباری پ ۲۰ ص ۲۰۳ ابوبکر صاحب نے قرآن مختلف زبانوں کے محاورات میں لکھوایا تھا۔ دیکھو کتاب مذکور اگر یہ اصلی قرآن تھا تو حضرت عثمان نے اس کی اصلیت مٹادی صرف قریش کی زبان باقی رکھی اور آیہ و سُوروں کو مرتب کیا دیکھو کتاب مذکور۔ ترتیب قدیم کے جتنے نسخے موجود تھے وہ سب آگ میں جلادیئے۔ دیکھو کتاب مذکور۔ وہابیو! بولو اگر قرآن موجود اصلی ہے تو حضرت ابوبکر کا قرآن ردی ہوگیا اور اگر وہ اصلی تھا تو یہ جعلی ہے۔ اور سنو زید نے ہر ایک آیت دو عادلوں کی گواہی سے لکھی تھی یہی وجہ ہے کہ تنہا جناب عمر کے ارشاد سے زید نے آیت رجم قرآن میں نہیں لکھی۔ دیکھو تفسیر اتقان۔ حضرت عمر کو زید پر اعتماد نہ تھا۔ از سرنو قرآن لکھایا۔ اور فرمایا اگر عوام کا مجھے خوف نہ ہوتا تو میں آیہ رجم کو داخل قرآن کردیتا۔ دیکھو

تفسیر درمنثور۔ اگر آیہ رجم قرآن کا جز تھا تو اس کے نہ ہونے سے قرآن ناقص رہا۔ ورنہ خلیفہ صاحب کا ارشاد قابل ہے۔ نیز آپ پر تقیہ کا جرم بھی عائد ہوتا ہے۔ غرض پھر قرآن مرتب ہوا۔ شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا میں لکھتے ہیں۔ بعد از آنکہ قرآن در مصحف مجموع شد فاروق اعظم سالہا در تصحیح او صرف نمود و مناظرہ با صحاب میکرد۔ گاہے حق بر وفق مکتوب ظاہر میشد۔ آنرا باقی میگذاشت و مردمانرا از خلاف وے باز میداشت وگاہے حق بر خلاف مکتوب ظاہر میشد۔ دریں صورت مکتوب راحک می فرمود وبجائے وے آنچہ متحقق میشد می نوشت۔ اس عبارت میں قابل گرفت مضامین۔ ملاحظہ ہو کہ قرآن ابوبکر میں حق وناحق دونوں چیزیں موجود تھیں۔ عدالت صحابہ برباد ہوئی۔ اگر قرآن ابوبکر اصلی تھا تو اس میں تحریف وترمیم ہوگئی ورنہ ان کا قرآن قابل عمل وایمان نہ تھا۔ اصلی قرآن سے نہ جناب ابوبکر واقف تھے اور نہ حضرت عمر اور نہ فرداً فرداً کوئی صحابی مومن بالقرآن تھا۔ ورنہ بوقت مناظرہ اختلاف نہ ہوتا۔ علاوہ بریں مان لیجئے کہ سالہا سال کی محنت کے بعد قرآن صحیح مہیا ہوا تو اتنے زمانہ تک اصلی قرآن پر کسی کا بھی ایمان ثابت نہ ہوا جو اس سے پہلے مر گئے وہ بیدین مرے اللہ عبدالشکور صاحب کو ہدایت دے جن کی وجہ سے ایمان صحابہ کرام برباد ہوگیا۔ اور سنو مولوی رافت علی صاحب سنی امروہی اپنی کتاب جواب باصواب میں لکھتے ہیں کہ حضرات سنیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ مصاحف چند قسم کے تھے۔ ہر ایک صحابی نے اپنے علم وادراک سے قرآن بنا لیا تھا۔ اتقان میں بھی تعدد مصاحف کی خبر موجود ہے۔ پس معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کا ایک قرآن پر اجماع وتواتر نہ تھا اور نہ معلوم اصلی قرآن کس کے پاس تھا عجیب قصہ ہے۔ لہٰذا شکوری معیار پر ایمان صحابہ رخصت۔ اور سنو۔ ابن مسعود نے خود رسول اللہ سے قرآن پڑھ کے جمع کیا تھا۔ دیکھو فتح الباری۔ وہ قرآن زبردستی چھین کر آگ میں جلایا گیا۔ اور ابن مسعود پیٹے بھی گئے دیکھو شرح تجرید قوشجی اور محاضرات۔ اور سنو۔ حضرت عثمان کا جمع کیا ہوا قرآن جواب موجود ہے۔ موافق تنزیل نہیں ہے۔ دیکھو بخاری پ۲۰۔ عبدالشکور النجم میں لکھتے ہیں کہ جو کچھ جلایا گیا وہ موجب گمراہی تھا۔ افسوس جو قرآن رسول اللہ سے پڑھا گیا ہو جس کی پیروی کا حکم دیا گیا ہو۔ جو موافق تنزیل ہو جس پر عبداللہ ابن مسعود سے جلیل القدر صحابی کا ایمان ہو آج وہ موجب گمراہی اور قابل سوختنی بتایا جاتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون خیروہابیو کم از کم ابن مسعود کے ایمان کو سلام وداعی کرلو ہمارے خیال میں اتنا تیل وہابیوں کی ارتھی پھونکنے کے لئے کافی۔ اگر ضرورت ہوگی تو اور بھیجدیں گے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ آج کل نہ رسول اللہ کا قرآن دنیا میں موجود ہے۔ اور نہ حضرت ابوبکر صاحب کی یادگار قائم ہے۔ اور نہ حضرت عمر صاحب کی سالہا سال والی محنت باقی ہے۔ ہاں جناب عثمان نے مصاحف کثیرہ سے چھانٹ کر جو قرآن بنایا تھا جس کے مسودے نظر آتش ہوئے موجود ہے۔ ناظرین اس قرآن کو شکوری عقیدہ کے لحاظ سے دیکھیں تو بے اصلی معلوم ہوگا اور اگر ان کتابوں کا لحاظ کیا جائے جن پر مذہب غیر مقلدین کا دار ومدار ہے۔ تو شکوری گھروندا بے اصل نظر آئیگا۔ لہذا عبدالشکور صاحب کو لازم ہے کہ بہت جلد قائلین تحریف کی تکفیر سے توبہ کرلیں۔

چوتھا سوال۔ صرف چار شیعہ قرآن موجود کو غیر محرف مانتے ہیں لیکن یہ حضرات الزام تقیہ سے کیونکر بری ہوسکتے ہیں الجواب۔ چار کا عدد تم نے النجم سے لیا ہے۔ اس فتنہ کا ماخذ دوسری جگہ شاید نہ ملے گا۔ دیکھو ہمارے کل علمائے محققین قرآن کو غیر محرف جانتے ہیں تم نے جتنے نام شیعہ قائلین

تحریف کے لکھے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی شکوری تحریف کا قائل نہیں۔ سنو وہابیو ہمارے علماء کا دامن تمہارے الزام سے یوں پاک ہے۔ کہ ہمارے کل علماء نے نواصب و خوارج اور تم ایسے دشمنان اہلبیت کی تکفیر و نجاست کا فتویٰ دیا ہے۔ لہٰذا جن حضرات کو ایسے مخدوش امر میں تقیہ کی ضرورت نہیں ہوئی، وہ حضرات مسئلہ تحریف قرآن میں تقیہ کیسے کرتے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ وہابیو تم شکوری تقلید چھوڑ کے کسی مجتہد کے مقلد بن جاؤ۔ **پانچواں سوال** حضرات شیعہ خاتمیت حضور صلعم کے قائل نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ حضرات ائمہ کو مفترض الطاعۃ اور معصوم قرار دیکر رسول اللہ کا مساوی مانتے ہیں۔ **الجواب**۔ یہ سوال بھی غصہ کے تو بڑے سے جا لگیا ہے۔ خیر سنو وہابیو ہم لوگ تمام انبیاء اور اوصیاء کو عصمت و شرافت و حجۃ اللہ۔ نور خدا ہونے میں مساوی سمجھتے ہیں۔ لیکن حضور سرور عالم کو بلحاظ نبوت و رسالت و معجزات و کرامات و مراتب و کمالات کے تمام مخلوقات سے افضل مانتے ہیں۔ آپ پر نبوت مطلقہ آپ پر رسالت الٰہیہ آپ پر وحی ربانی ختم ہوگئی۔ آپ کے بعد سے قیامت تک جو شخص بھی نبوت تشریعی یا غیر تشریعی یا وحی الٰہی کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا اور کافر ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور صلعم صاحب شریعت حاکم تھے۔ اور کل ائمہ طاہرین آپ کی شریعت کے تابع اور محکوم تھے۔ اب بتاؤ مساوات کہاں رہی اور سنو ہماری کافی وغیرہ میں بکثرت احادیث موجود ہیں۔ کہ حضرات ائمہ نے ان لوگوں سے بیزاری کا اظہار فرمایا ہے۔ جو آپ کو مرتبہ امامت سے بڑھاتے یا گراتے ہیں۔ اور سنو مفترض الطاعۃ ہونا لازمۂ نبوت نہیں ہے۔ تم خود حضرات خلفائے ثلثہ کی اطاعت فرض سمجھتے ہو۔ لہٰذا ہر ایک کو نبی سمجھو۔ خداوند عالم تمکو ہدایت دے **چھٹا سوال** شمر کی ماں جناب عباس کی نانی تھی۔ **الجواب**۔ ہاں وہابیو پہلے جھوٹا رشتہ جوڑنے والے پر لعنت کرلینا پھر ہمارا جواب دیکھنا۔ سنو جناب عباسؑ کے نانا قبیلہ بنی کلاب سے تھے۔ حزام بن خالد ان کا نام تھا اور شمر کا باپ ذی الجوشن کہا جاتا ہے جو قبیلہ کندہ سے کہا لہا شمر کی ماں جناب عباسؑ کی نانی کہاں ہوئی۔ تم نے شمر کو جناب عباسؑ کے نانا کی طرف منسوب کرکے شمر کے حرامی ہونے کا اپنی زبان سے ثبوت دیدیا۔ شاباش۔ اب اگر کوئی شخص شمر کو ولد الحرام لکھے تو برا نہ مانئے گا۔ عبدالشکور صاحب نے بھی النجم میں شمر کو جناب عباس کا ماموں لکھا ہے۔ ان حضرت نے روایت میں لفظ خال دیکھکر یہ رشتہ جوڑا ہے۔ خیر سن رکھو اس کا بھی جواب۔ کیوں مدیر صاحب آپ کی روایات میں امیر معاویہ بھی خال المسلمین مشہور ہیں۔ پس اگر خال سے حقیقی ماموں مراد ہے۔ تو امیر معاویہ آپ کے ماموں ہوئے اور آپ کے والد ماجد سے ان کا رشتہ کیا ہوا۔ سمجھ کر جواب دیجئے گا۔ وہابیو ہمنے تمہارے سوالات کے پرزے اڑا دیئے۔ اب تم پہلا سوال اور باقی سوالات صرف مدیر النجم صاحب سے حل فرمائیں۔ مگر دیکھو جو بنوری ناصبیوں کی طرح ہمارے پتھروں کو ہضم نہ کرلینا۔ **پہلا سوال**۔ تم لوگ مناظرہ کے لئے مجتہد شیعہ کو کس لئے طلب کرتے ہو کیا تم نے اپنا مذہبی مجتہد مہیا کرلیا ہے۔ یا مدیر النجم صاحب کو تم لوگ مجتہد تسلیم کرچکے ہو۔ کیا ائمہ اربعہ کے بعد بھی کوئی مجتہد ہوا ہے۔ یا ہوسکتا ہے۔ آیا مدیر صاحب موصوف میں شرائط اجتہاد پائی جاتی ہے۔ بس جب تک تم اپنا مسلم الثبوت مجتہد پیش نہ کرسکو شیعوں کے مقابلہ میں ایسی بیکار شرط نہ لاؤ۔ **دوسرا سوال**۔ کیوں مولوی عبدالشکور صاحب وہ کونسی کتاب عقائد ہے جس میں قرآن موجود کو مقدار تنزیلی سے کم سمجھنا موجب کفر لکھا ہے۔ **تیسرا سوال**

وہ کونسی کتاب حدیث ہے جس میں رسول اللہ کی حدیث متواتر موجود ہے کہ عقیدۂ مذکور موجب کفر ہے چوتھا سوال وہ کون سی علمائے اہلسنت کی متفق علیہ کتاب ہے جس میں قرآن موجود کا موافق تنزیل ہونا ضروریات اسلام میں شمار کیا گیا ہے۔ پانچواں سوال ائمہ اربعہ میں سے کون سے امام نے قرآن موجود کی ترتیب کو موافق تنزیل نہ سمجھنے سے کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ چھٹا سوال جب تک ہمارے سوالوں کا جواب نہ دیں کس لئے آپ کو تکفیر مسلمین کی وجہ سے آیۂ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ھم الکافرون کا مصداق نہ سمجھا جائے۔ علمائے احناف کے فتویٰ کے علاوہ کیوں آپ کو کافر نہ کہا جائے۔ صرف آپ سے مطالبہ ہے۔ کسی دوسرے کا قول مثل بول منصور ہوگا معتبر کتاب سے عبارات پیش کرکے حوالہ جات بقید صفحہ و مطبع درج کیجئے گا۔ ساتواں سوال۔ کس لئے آپ اپنے مریدوں کو منع نہیں کرتے کہ یہ لوگ اشتعال انگیز تحریروں سے فساد پھیلانا چاہتے ہیں؟

حساب آمد و خرچ شیعہ مدرسۃ الحفاظ لاہور بابت ماہ ذیقعد سنہ ۱۳۴۴ھ

آمد

بقایا سابقہ ... ۲۵۱ روپے ۱۴ آنے ۶ پائی
چندہ ... ۱۱ روپے پانچ آنہ
میزان ... ۲۶۳ روپے ۳ آنے ۶ پائی

خرچ

تنخواہ حافظ ...... دس روپے
تنخواہ مدرس .... سات روپے
میزان .... سترہ روپے

کل میزان موجود

۲۴۶ روپے ۳ آنے ۶ پائی (آنریری سیکرٹری شیعہ مدرسۃ الحفاظ لاہور)

الحافظ میں اجرت اشتہارات

مقدار	سالانہ	ششماہی	سہ ماہی	ایکبار
بطور صفحہ	للعہ ۱۴/	۸/	۵/	عـ/
نصف صفحہ	۱۰/	۶/	للعہ/	عـ
چوتھائی صفحہ	۵/	سے/	عـ/	عـ/

رسید چندہ مع شکریہ

شمس العلماء مولانا سید ناصر حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر

کا میں تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے لکھنؤ تک ریاست الور کی مجالس میں شرکت کرتے ہوئے تبلیغ اسلام یورپ کے اشاعت اور فراہمی چندہ میں میری بہت مدد فرمائی و نیز حکیم سید مرتضیٰ حسین صاحب قبلہ کا بھی شکرگذار

ہوں کہ انہوں نے نقد پانچ روپیہ دیئے اور مومنین سے اعانت تبلیغ اسلام کی بوقت مجالس بترغیب خواہش اپیل کی

شمس العلماء مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ مجتہد

کا میں بہت شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ایکدفعہ پچاس ۵۰ مرسلہ سید نیاز حسین صاحب عابدی بی۔ اے (اب مرحوم) اور دوسری دفعہ پچیس ۲۵ روپیہ مرسلہ عابدی صاحب مرحوم تبلیغ اسلام یورپ میں مرحمت فرمائے۔ جو کہ کانفرنس میں پہنچ گئے۔

علامہ سید علی صاحب حائری مجتہد پنجاب

کا بھی شکریہ ہے کہ انہوں نے مبلغ ستو ۱۰۰ روپیہ ہز ہائنس نواب صاحب بہادر بیگن پلی سے تحریک کر کے وصول کئے اور مجھے روانہ فرمادیئے۔ اور حضور ہز ہائنس نواب صاحب بہادر بیگن پلی کا بھی نہایت شکرگذار ہوں کہ انہوں نے بتوسط مولانا سید علی صاحب حائری مجتہد پنجاب ستو ۱۰۰ روپیہ مرحمت فرمائے۔

مومنین سے التماس ہے کہ اگر آپ نے اس وقت تک چندہ تبلیغ اسلام یورپ میں نہ دیا ہو تو جلد دفتر شیعہ کانفرنس لکھنؤ میں روانہ فرمادیجئے۔ رسید ہمایاں تبلیغ اسلام یورپ کے تیار ہیں آپ بغرض وصولی چندہ دفتر شیعہ کانفرنس سے طلب فرما سکتے ہیں۔

(باقر علی نجفی مبلغ اسلام یورپ۔ ممبر وفد آل انڈیا شیعہ کانفرنس وارد رائے بریلی)

التقریظات

احقاق الحق لابطال الباطل باب (۲) جلد اول۔

مولفہ جناب امیر الامراء مولوی حافظ امیر کاظم صاحب رئیس نگینہ ضلع بجنور جو برد کتاب ابطال اصول الشیعہ بالدلائل العقلیہ مولفہ حکیم رحیم اللہ صاحب بجنوری تالیف اور شایع ہوئی ہے۔ انجمن موید العلوم مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کی طرف سے دفتر الحافظ میں بغرض ریویو وصول ہوئی ہے جسکو ہم نے مختلف مقامات سے ملاحظہ کیا۔ فی الحقیقت حقیقت مذہب حنفی اور اُن کے عقاید ذات وصفات باریتعالی۔ اور حقیقت نبوت خلافت وقرآن مسئلہ وضو۔ استنجا بکلوخ۔ تقیہ۔ متعہ اور ان کی موضوعہ احادیث پر براہین اور دلائل قاطعہ سے دلچسپ اور مدلل بحث کی ہے جس سے ہر منصف کو یہ ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ فی الواقع یہ کتاب اسم بامسمی احقاق حق کہلانے کی مستحق ہے۔ اور اس قابل ہے کہ شیعوں کا کوئی گھر ایسی جامع اور مفید کتاب سے خالی نہ رہنا چاہیئے۔ تعداد صفحات ۸۵۰ تقطیع ۲۶ × ۲۰ پر ہیں جس کی اصلی قیمت عہ۸ ہے۔ فی الحال افادہ عام کی غرض سے صرف چندماہ کے لئے رعایتی قیمت عہ کی گئی ہے۔ شائقین بہت جلد سیکرٹری صاحب انجمن موید العلوم مدرسۃ الواعظین لکھنؤ سے طلب فرمائیں۔

رسالہ آئینہ مرزائیت مولفہ عالی جناب مولوی سید برکت علی شاہ صاحب گوشہ نشین وزیر آبادی مصنف کلید مناظرہ چھپکر شایع ہوا ہے۔ اور بغرض تقریظ دفتر میں وصول ہوا ہے۔ مناسب مقامات سے اس کو ملاحظہ کیا گیا۔ رسالہ کیا ہے دریا کو کوزہ میں بند کیا گیا ہے جن حضرات کو مرزائیوں

سے مناظرہ کا شوق ہو وہ اس رسالہ کو ضرور ملاحظہ کریں۔ مرزا صاحب قادیانی کے عقائد خلاف اسلام ان کی تصانیف سے دکھلائے گئے ہیں۔ ہر ایک کتاب کا نام صفحہ نمبر برابر دیا گیا ہے۔ اور ثابت کیا گیا ہے کہ مرزائیت در حقیقت نیچریت خارجیت اور دہریت کا لب لباب ہے۔ کاغذ ڈمی سفید ۲۲×۱۸ کی تقطیع میں ۸۰ صفحات پر ختم ہے کربلائی شیخ غلام علی صاحب شہید یہ مینجر خواجہ بک ایجنسی موچی در وازہ۔ لاہور سے پانچ آنہ کے ٹکٹ بھیج کر طلب کریں۔

اشتہارات

نادر الوجود و مجرب ادویات کی مختصر فہرست

سرمہ نرگلی چالیس روز بلاناغہ استعمال کرنے سے دن کو ستارے نظر آتے ہیں۔ ناظرین یہ سرمہ اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ اس میں خداوند کریم نے ایسی خاصیت رکھی ہے کہ ہر قسم کے ضعف بصر کو چند ہی دنوں میں دور کر کے نظر کو نہایت تیز و روشن کرتا اور آنیوالی تکلیفات سے آنکھوں کو محفوظ رکھتا ہے بچوں سے بوڑھوں تک یکساں مفید ہے۔ نقصان کا تو اس سے اندیشہ ہی نہیں کیوں کہ اس میں کسی قسم کی ادویات وغیرہ کی ملاوٹ نہیں۔ ہر مذہب و ملت کے روزانہ استعمال کے لئے نعمت عظمیٰ ہے۔ ہدیہ فی شیشی اتولہ صہ فی درجن سے شیشی خورد ۶ ماشہ ۸/

سرمہ سلیمانی ہم یہ تو کہتے ہی نہیں کہ یہ سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے مفید ہے کیونکہ یہ تو ممکن ہی نہیں۔ البتہ یہ کہنا بجا ہے کہ یہ سرمہ بفضلہ آنکھوں کے کثیر الوقوع امراض مثلاً دھند۔ جالا۔ خارش۔ سرخی۔ پانی گرنا۔ ابتدائے نزول الماء اور ہر قسم کے ضعف بصر وغیرہ کیلئے مجرب و مفید ہے۔ زیادہ تعریف فضول قیمت فی شیشی اتولہ ۱۲/ فی درجن سے شیشی خورد ۶/

عطر گلاب یہ بجا ہے کہ عطر گلاب ہی تمام عطروں کا بادشاہ ہے۔ یہ زیادہ تعریف و توصیف کا محتاج نہیں فی تولہ نمبر اول [illegible] دوم [illegible] سوم [illegible]

روح گلاب تازہ جو کہ زیادہ مقدار تازے پھول ڈال کر تیار کیا گیا ہے۔ عرق تیار کرنے اور شربتوں میں ڈالنے کیواسطے بہت مفید چیز ہے۔ ایک شیشی سے ایک بوتل عمدہ عرق تیار ہو سکتا ہے۔ فی شیشی ۵ تولہ ۳/ فی درجن [illegible] علاوہ محصول۔

طلاء سیا اکسیر وہ کمبخت مایوس مخلوق جنہوں نے اپنے ہی ہاتھوں سے قیمتی جوہر یعنی مادہ تولید کو ضائع کر دیا ہے جس کی وجہ سے اعصاب کمزور ہو گئے ہوں ان کے لئے اکسیر صفت ہے اس کے چند ہی دنوں کے استعمال سے ہر ایک قسم سستی نامردی۔ کمزوری دبلاپن وغیرہ وغیرہ تمام شکایات رفع ہو کر از سر نو پٹھے نہایت طاقتور ہو کر زندگی کا لطف اٹھانے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ لطف یہ کہ اس سے دیگر زہریلے طلاؤں کی طرح آبلہ وغیرہ ہرگز نہیں ہوتا قیمت فی تولہ رعایتی صرف [illegible]

سفوف اکسیر سوزاک خواہ کیسا ہی نیا و پرانا سوزاک و قرحہ کیوں نہ ہو اور پیشاب جلن سے قطرہ قطرہ خارج ہوتا ہو اور خون و پیپ جاری ہو۔ انشاء اللہ اپنی چار پانچ ہی خوراکوں سے آرام ہو جاتا ہے اور ہفتہ عشرہ کے استعمال سے قطعی صحت ہو جاتی ہے اور پھر مرض عود نہیں کرتا اور نہ ہی باہ کو کسی قسم کا نقصان ہوتا ہے قیمت فی شیشی .... [illegible]

نوٹ:۔ فرمائش لکھتے وقت اپنا پورا پتہ خوشخط تحریر کریں اور ممالک غیر سے ہر ایک فرمائش کیساتھ قیمت دوائی مع خرچ ڈاک پیشگی آنی چاہیئے۔

نیاز مند حکیم فاضل خان مہتمم شفاخانہ فیض عام پنجابی الوجھہ ڈاکخانہ چوہا سیدن شاہ ضلع جہلم پنجاب